مجلس تدوین وترتیب درسیات

ہماری کتاب

حصہ چہارم

ترمیم و اضافہ

مجلسِ تدوین و ترتیب درسیات

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵

اسلامی نقطۂ نظر سے درسیات کی تیاری
ایک اہم ضرورت

بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ہمارا ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ ابتدا میں ذریعۂ تعلیم مادری زبان ہی ہونی چاہیے مگر آج کل بچوں کو اوّل تو مادری زبان میں کتابیں دستیاب ہی نہیں ہوتیں اور جو ملتی بھی ہیں وہ فنی اور اُصولی اعتبار سے بہت ناقص ہیں۔ ان کی تیاری میں مرکزِ توجہ مضامین اور عنوات رہے ہیں نہ کہ وہ بچے جن کے مقصدِ حیات کی تکمیل میں مدد دینے کے لیے یہ کتابیں مرتب کی گئی ہیں۔ عنوانات کے انتخاب اور ان کی پیش کش میں بھی بچوں کی ضروریات، اُن کی دل چسپیوں، ان کے فطری میلانات، طبعی رجحانات اور نشوونما کے مختلف مراحل نیز ہر مرحلے کی نفسی کیفیات کا بہت کم لحاظ رکھا گیا ہے۔ مقصدِ حیات بھی واضح نہیں ہے۔ ایسی کتابیں بھلا بچوں کے لیے کہاں تک مفید اور کتنی دل چسپ ہوسکتی ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ اکثر بچے تعلیم کو ایک مصیبت سمجھنے لگتے ہیں، انھیں کتابوں سے نفرت ہوجاتی ہے۔ اور اگر مارے باندھے پڑھ بھی لیتے ہیں تو ان کے سامنے نہ تو زندگی کا کوئی واضح مقصد ہوتا ہے اور نہ ان میں سمجھ بوجھ کر تیزی سے پڑھنے کی عادت ہی پیدا ہونے پاتی ہے۔

جو کتابیں فنی اور اُصولی اعتبار سے کچھ بہتر نظر آتی ہیں وہ اپنے مضر اثرات کی وجہ سے ہمارے لیے بے کار ہیں۔ ان کے مرتب کرنے والوں کے سامنے نہ تو کوئی اعلیٰ مقصد ہے اور نہ وہ اسلام کے نظریۂ حیات ہی سے واقف ہیں بلکہ سرے سے وہ اسلام کی علم برداری کا دعویٰ ہی نہیں کرتے۔ زبان کے معاملے میں بھی اُن کی کوئی متعین پالیسی نہیں ہے۔ اِن کتابوں میں قدم قدم پر یا تو لادینیت کے جراثیم ملتے ہیں یا اسلام کے بنیادی اُصولوں سے انحراف پایا جاتا ہے۔ اِن کے مطالعے سے بچوں کی ذہنیت آہستہ آہستہ خالص مادّہ پرستانہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج ہماری نئی پود دین سے منحرف اور اخلاقی قوانین وضوابط سے آزاد ہوکر صلاح و فلاح کے بجائے فساد فی الارض کا موجب بنتی جارہی ہے۔ درسی کتب کے بارے میں ہمارا یہی تأثر تھا جو نئی درسی کتابوں کی تیاری کا محرک ہوا۔

(مولانا افضل حسینؒ ایم اے ایل ٹی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چند باتیں

ہماری کتاب حصہ چہارم

درسی کتابوں پر وقفے وقفے سے نظرِ ثانی، حذف و اضافہ اور نئی کتابوں کی تیاری ایک ناگزیر اور مفید عمل ہے۔ ہم نے بھی اپنی تمام درسیات کی نئے سرے سے تیاری کا منصوبہ بنایا ہے، جس کے مطابق کام جاری ہے۔

ہماری کتاب حصہ چہارم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

کتاب کی تیاری کے دوران اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ زبان دانی کے لیے ایسا مواد فراہم کیا جائے، جس میں بچوں کی عمر، ان کا مقصدِ زندگی ان کی ضرورت، ذوق، دل چسپی اور نفسیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہو۔ اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ بچوں کو گردوپیش سے اس طرح باخبر رکھا جائے، جو ان کے ذوقِ جستجو کو بھی مہمیز کر سکے اور وہ زندگی کے گوناگوں میدانوں سے بھی واقف ہوسکیں۔

ہر سبق کے آخر میں اچھی خاصی مشقیں دی گئی ہیں، جو زبان دانی، تحریر، موادِ سبق کو سمجھنے اور یاد رکھنے میں نہ صرف معاون و مددگار ہوں گی، بلکہ طلبہ و طالبات میں غوروفکر، انفرادی مطالعے کی عادت اور معلومات میں مزید اضافے کا بھی اِن شاء اللّٰہ محرک ثابت ہوں گی۔

طلبہ اور اساتذہ کی سہولت کے لیے جہاں جہاں ضروری سمجھا گیا وہاں الفاظ پر اعراب (زبر، زیر، پیش وغیرہ) لگادیے گئے ہیں۔ کافی حد تک الفاظ کا جدید املا اختیار کیا گیا ہے۔ مرکب الفاظ کو ملا کر لکھنے کی بجائے الگ الگ لکھا گیا ہے۔ جیسے "دل کش"، "خوب صورت" وغیرہ ــــ اس طرح امید ہے کہ طلبہ آسانی کے ساتھ صحیح اردو بولنا، پڑھنا اور لکھنا سیکھ سکیں گے۔

کتاب کو زیادہ بہتر اور مفید بنانے کے لیے تجربہ کار اساتذہ، ماہرینِ تعلیم اور زبان و ادب کے رمزشناسوں کی رایوں اور مشوروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کئی کارگاہیں (Workshops) منعقد کی گئیں اور ہر پہلو سے بحث و تمحیص اور تبادلۂ خیال کے بعد مسودے کو آخری شکل دی گئی ہے۔

کتاب کو ظاہری و باطنی لحاظ سے سنوارنے، مندرجات کو باریک بینی سے دیکھنے، حصہ نظم کو موثر بنانے اور کتاب کو آخری مرحلے تک پہنچانے میں رفیق محترم ابوالمجاہد زاہدؒ نے غیر معمولی محنت اور لگن سے کام لیا تھا۔

ہم اپنے تمام محسنوں اور ان سب اصحاب کے شکرگزار ہیں، جنھوں نے کتاب کی تیاری کے سلسلے میں مختلف حیثیتوں سے تعاون فرمایا۔ ہم ان کے بھی شکرگزار ہیں جن کی نظمیں، مضامین اور پہیلیاں وغیرہ من وعن یا کچھ ترمیم کے ساتھ کتاب میں لی گئی ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہم نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر انداز میں پیش کرنے اور زیادہ سے زیادہ مفید بنانے میں کسی بھی امکانی کوشش سے دریغ نہیں کیا ہے۔

ہم اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوسکے ہیں، اس کا صحیح اندازہ تو اساتذہ، سرپرست اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے اہل نظر حضرات کی رایوں اور تبصروں ہی سے ہوسکے گا۔

محمد اشفاق احمد
(نگراں)

فہرست

فہرست

۱

حمد

اے دو جہاں کے والی! اے گلشنوں کے مالی!
ہر چیز سے ہے ظاہر حکمت تری نرالی
تیرے ہی فیض سے ہے سر سبز ڈالی ڈالی
پتوں میں تیری سبزی پھولوں میں تیری لالی

سارا ہے کام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

یہ خاک، آگ، پانی ہے تیری مہربانی
ہر دم ہوا کے لب پر ہے تیری ہی کہانی
اونچے پہاڑ چپ ہیں دے کر تری نشانی
ہے دم قدم سے تیرے دریاؤں میں روانی

ہے فیض عام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

تُو نے ہمیں بنایا اور سوچنا سکھایا
ہر شے میں ہم نے دیکھا تیرے کرم کا سایہ
جس جا بھی ہم نے ڈھونڈا تیرا نشان پایا
خالق ہے تُو خدایا! رازق ہے تُو خدایا!

ہر اک غلام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

(حفیظ جالندھری)

معانی و اشارات

دو جہاں : دنیا اور آخرت
والی : مالک
حکمت : دانائی
نرالی : انوکھی
فیض : بخشش، مہربانی
سرسبز : ہری بھری
دم قدم سے : وجہ سے، بدولت
شے : چیز
کرم : مہربانی

۱- جواب دیجیے:

۱- دو جہاں کا والی کون ہے؟

۲- اس نظم میں اللہ کی کون کون سی صفات بتائی گئی ہیں؟

۳- اس نظم میں اللہ کے کون کون سے احسانات گنائے گئے ہیں؟

۴- اس شعر کا کیا مطلب ہے؟

ہے دم قدم سے تیرے دریاؤں میں روانی

۲- شعر مکمل کیجیے:

تو نے ہمیں .... اور ...... سکھایا

ہر ...... میں ہم نے دیکھا تیرے کرم کا ....

ہر اک ...... تیرا .... ہے نام تیرا

۳- بے ترتیب حروف کو ترتیب سے جوڑ کر با معنی لفظ بنایئے:

مثال	ی ل ا و	والی
۱	ت ح م ک	
۲	ق م د	
۳	ز ی چ	
۴	ن گ ش ل	

اس حمد کو زبانی یاد کیجیے اور بلند آواز سے پڑھیے۔

۲

نعت

هم دل سے ہیں تم پر فدا　　حضرت محمدؐ مصطفیٰ
اللہ کے محبوب ہو　　دنیا کے تم ہو پیشوا
تم نے خدا کے حکم سے　　ڈنکا بجایا دین کا
پھیلا کے نور اسلام کا　　جگ میں اجالا کر دیا
ایمان کی ، انصاف کی　　بنیاد دی تم نے جما
کیوں کر رہیں دنیا میں ہم　　کیا ہے بھلا، کیا ہے برا
اوروں کا ہے کیا ہم پہ حق　　کیا حق ہے اپنی ذات کا
کیا کیا ہیں حق اللہ کے　　یہ سب دیا تم نے بتا
ہر بات میں سو خوبیاں　　ہر کام حکمت سے بھرا

ہر دم تمھارے نام پر
صلِّ علیٰ ، صلِّ علیٰ

(سعید انصاری)
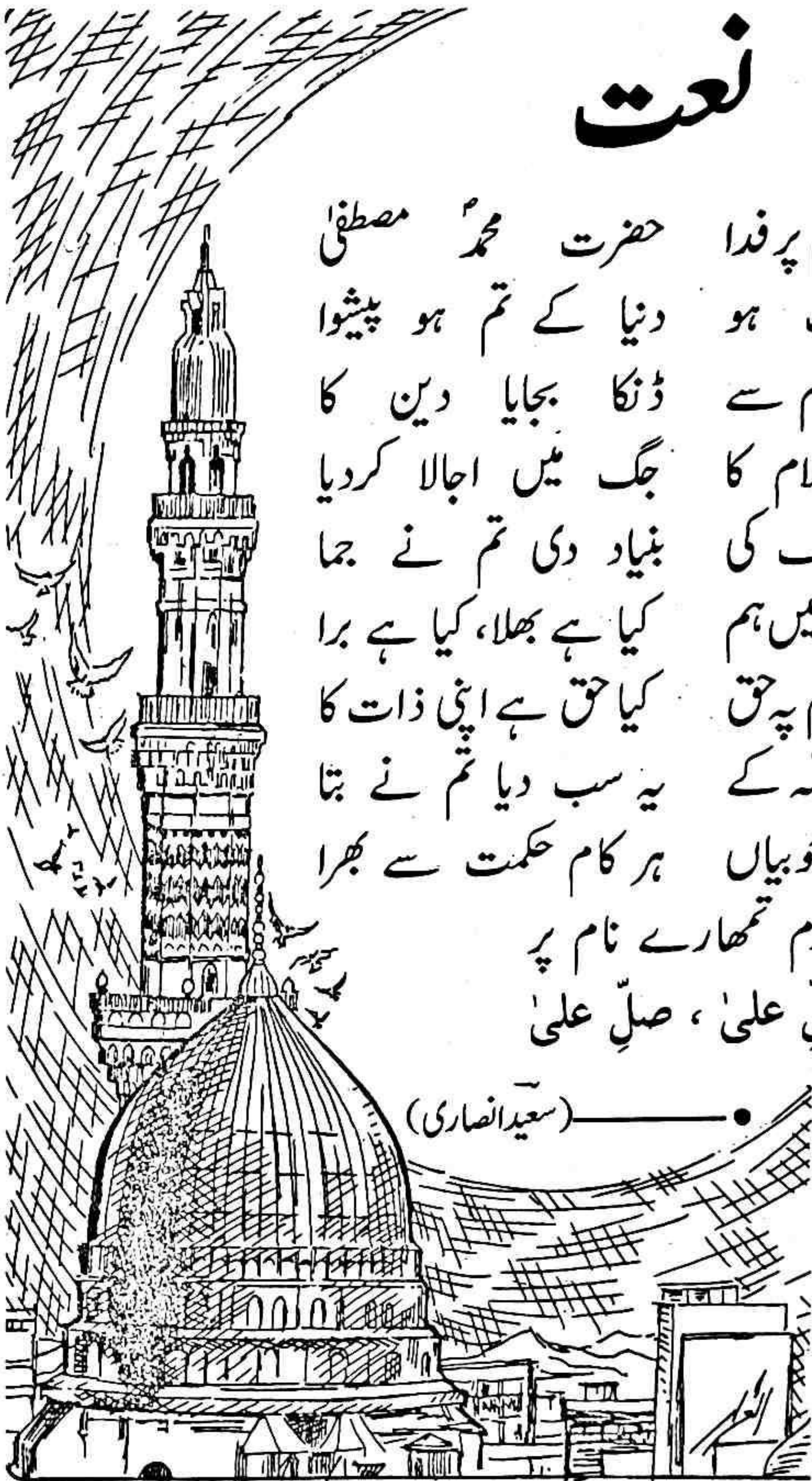
فدا	نچھاور، قربانی	محبوب	پیارا
پیشوا	رہ بر، رہ نما	ڈنکا بجانا	شہرت دینا، بول بالا کرنا
جمانا	رکھنا، مضبوط کرنا	جگ	دنیا

صلِّ علیٰ : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد، ان الفاظ سے مراد پیارے نبیؐ پر درود بھیجنا ہے

۱- جواب دیجیے:

۱- دنیا کے اصل پیشوا کون ہیں؟

۲- پیارے نبیؐ نے ہمیں کیا کیا سکھایا؟

۳- پیارے نبیؐ کا نام آنے پر کیا پڑھا جاتا ہے؟

۲- ڈنکا، اجالا، پیشوا، حکمت، حق، بھلا، بنیاد کو استعمال کر کے خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- حضرت محمدؐ مصطفیٰ ساری دنیا کے............... ہیں۔

۲- اللہ کے حکم سے آپؐ نے دین کا............... بجایا۔

۳- اسلام کا نور پھیلا کر آپؐ نے سارے جگ میں............... کر دیا۔

۴- آپؐ نے ایمان اور انصاف کی............... جما دی۔

۵- آپؐ نے ہمیں یہ بھی بتا دیا کہ کون سا کام............... ہے اور کون سا برا ہے۔

۶- ہم پر اپنی ذات کا، اوروں کا اور اللہ کا کیا............... ہے۔

۷- آپؐ کا ہر کام............... سے بھرا تھا۔

کچھ اور کام

یہ نعت زبانی یاد کیجیے۔ کوئی اور نعت، جو یاد ہو، اپنی کاپی میں لکھیے۔

۳ بڑے بول کا سر نیچا

ایک جنگل تھا۔ جنگل میں ایک تالاب تھا۔ تالاب میں ایک کچھوا رہتا تھا۔ تالاب کے کنارے ایک جھاڑی تھی۔ جھاڑی میں ایک خرگوش رہتا تھا۔ ایک دن کی بات ہے، کچھوے کے جی میں آئی، چلو چل کر سیر کریں۔ تالاب سے نکلا۔ پھرتا پھراتا جھاڑی کے پاس آیا۔ خرگوش نے اُس کی سست چال دیکھی تو ہنس کر بولا:

"کہو کچھوے میاں! کہاں چلے؟ اس مریل چال پر تمھیں شرم نہ آئی۔ پانی میں منہ چھپا کر پڑے رہتے یا چلّو بھر پانی میں ڈوب مرتے۔ ایسی چال تھی تو باہر کیوں نکلے؟

کیوں ہوئے چل کے مفت میں بدنام
بے چلے کیا اٹک رہا تھا کام

مجھے دیکھو، کیسے فرّاٹے بھرتا ہوں۔ گیند کی طرح اچھلتا ہوں۔
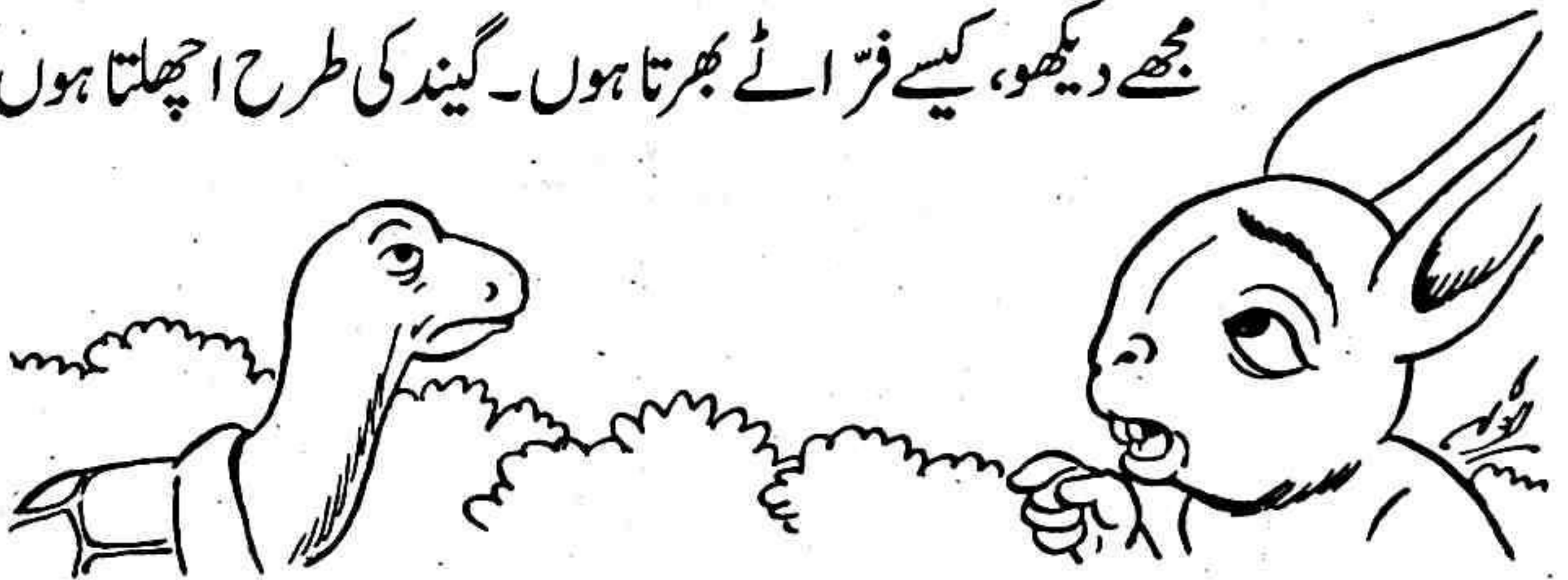
توپ کے گولے کی طرح جاتا ہوں۔ دوڑ، جھپٹ میں کوئی میری برابری نہیں کرسکتا۔ یقین نہ آئے تو آؤ، مقابلہ کرکے دیکھ لو۔"

کچھوا بولا:

"ارے بھائی! اب چپ بھی رہو۔ اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنو۔ اتنا غرور اچھا نہیں۔ تکبر اللہ کو پسند نہیں۔

ابلیس تکبر میں مارا گیا، نہایت ذلیل ہوا۔ اللہ کا احسان مانو۔ اُس نے تم کو پتلی پتلی ٹانگیں دیں، چوکڑی بھرنا اور تیز دوڑنا سکھایا۔ تمھیں اِس کی ضرورت تھی۔ مجھے اللہ نے دھیرے دھیرے چلنا اور رینگنا سکھایا۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔ غرور تو میں کرتا نہیں، نہ بڑے بول بولتا ہوں۔ اللہ کی دی ہوئی طاقت کو ٹھیک ٹھیک استعمال کرتا ہوں۔ محنت اور لگن کے ساتھ اپنا کام کرتا ہوں۔ نہ گھبراتا ہوں، نہ غفلت اور سُستی سے کام لیتا ہوں۔ اگر مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو کرکے دیکھ لو۔ ہار جیت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

غرض دونوں میں مقابلے کی ٹھہر گئی۔

قریب ہی ایک پیڑ کے نیچے ایک چوہا اپنا بل بنا رہا تھا۔ دونوں اس کے پاس گئے اور بولے:

"ہم دونوں دوڑ میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے ریفری بن جائیں، ہماری دوڑ کا فیصلہ کردیں۔"

چوہا تیار ہوگیا۔ دور دور دو نشان مقرر کردیے اور بتایا کہ دونوں کو یہاں سے وہاں تک دوڑنا ہے۔ پہلے نشان پر دونوں کھڑے ہوگئے۔ چوہا بولا:
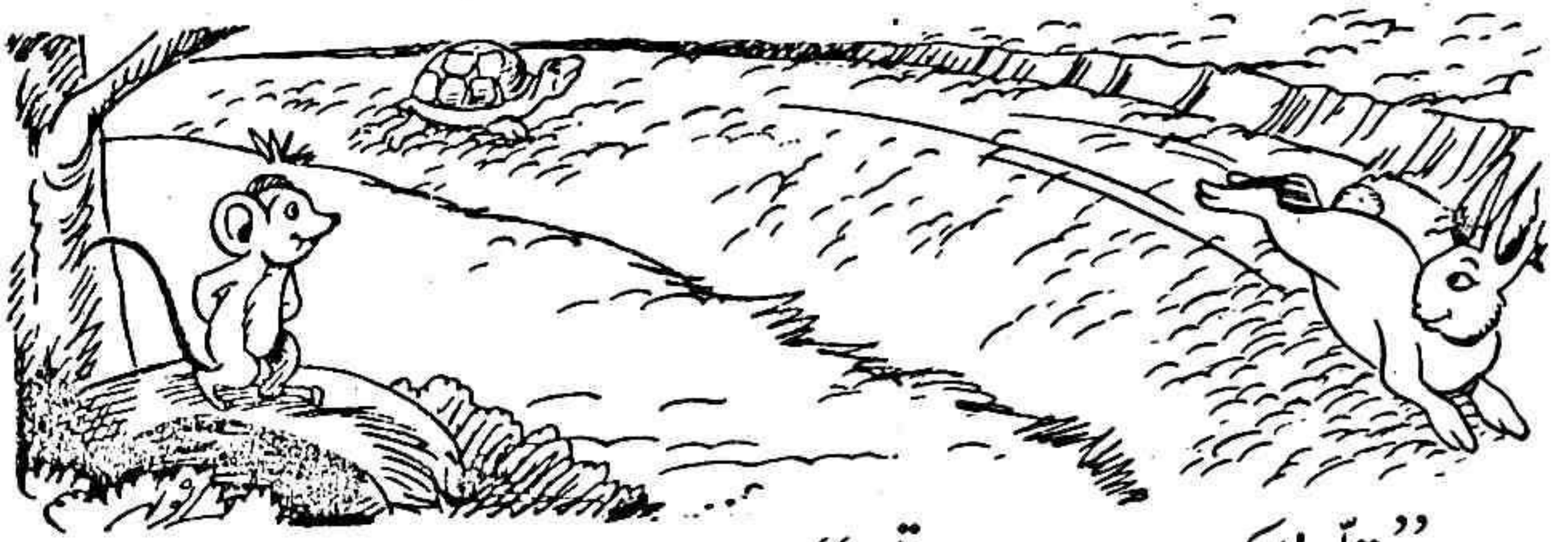
"تیّار! ایک ___ دو ___ تین"

دونوں دوڑنے لگے۔ خرگوش پھرتی دکھاتا، چھلانگیں لگاتا ہوا بڑھا۔ کچھوا رینگتا ہوا چلا۔ کچھ دیر بعد خرگوش نے مڑ کر دیکھا۔ کچھوا بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ پاس ہی ایک جھاڑی تھی۔ سوچا ذرا دم لے لوں، کچھ دیر آرام کرلوں۔ جلدی کیا ہے؟ ابھی تو کچھوا بہت پیچھے ہے۔ میں اُس سے پہلے ہی پہنچ جاؤں گا۔

خرگوش جھاڑی میں جا لیٹا۔ اِتفاق سے اُسے نیند آ گئی۔ دُھن کا پکا کچھوا برابر چلتا رہا۔ خرگوش پڑا سوتا رہا۔ اچانک آنکھ کھلی۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ دیکھا تو کچھوا منزل پر پہنچ چکا تھا۔ خرگوش اپنی غفلت پر بہت جھینپا، شرم سے پانی پانی ہوگیا۔ اپنے کی سزا پا گیا۔ کچھوا دوڑ میں جیت گیا۔ چوہے نے اُس کی پیٹھ ٹھونکی۔

(افضل حسین)
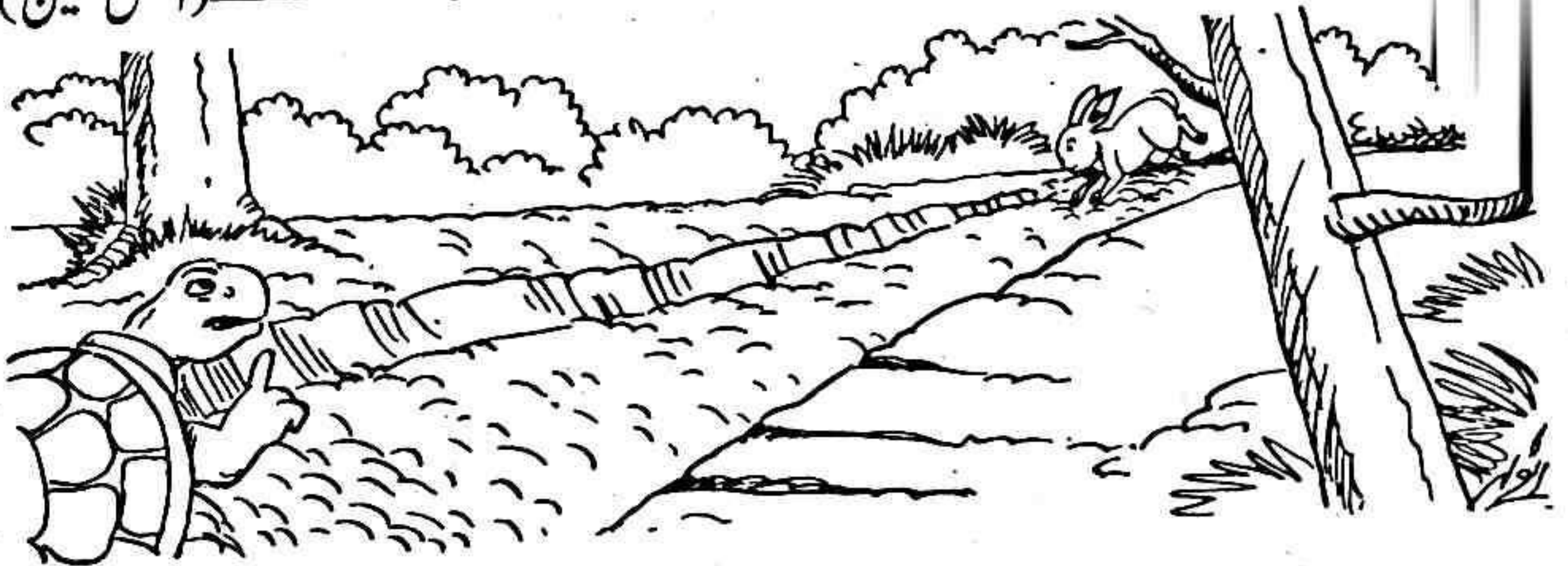
بڑے بول کا سر نیچا	:	غرور کرنے والا ذلیل ہوتا ہے۔
چلّو بھر پانی میں ڈوب مرنا	:	بہت شرم آنا، شرم کرنا
اپنے منہ میاں مٹھو بننا	:	اپنی تعریف آپ کرنا، خود اپنی تعریف کرنا
تکبر	:	گھمنڈ، اپنی بڑائی جتانا
ریفری	:	پنچ، فیصلہ کرنے والا
ہڑ بڑا کر	:	گھبرا کر، بوکھلا کر
شرم سے پانی پانی ہونا	:	بہت شرمندہ ہونا
پیٹھ ٹھونکنا	:	شاباشی دینا

۱- جواب دیجیے:

۱- خرگوش نے کس بات پر کچھوے کو شرم دلائی؟

۲- اللہ کی دی ہوئی طاقت کو کس طرح استعمال کرنا چاہیے؟

۳- ابلیس کیوں ذلیل ہوا؟

۴- چوہے کو کس بات کے لیے ریفری مقرر کیا گیا؟

۵- اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

۲- ''بڑے بول کا سر نیچا'' ایک کہاوت ہے۔ نیچے کچھ کہاوتیں دی جارہی ہیں، ان کا مطلب اپنے استاد سے معلوم کیجیے:

۱- گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

۲- تن دُرستی ہزار نعمت ہے

۳- نیکی کر دریا میں ڈال

۴- آپ کاج مہا کاج

۵- جس کی لاٹھی اُس کی بھینس

۳- نیچے لکھے ہوئے محاوروں کو اپنے جملوں مین استعمال کیجیے:

۱- چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا

۲- فراٹے بھرنا

۳- اپنے منہ میاں مٹھو بننا

۴- دَم لینا

۵- پیٹھ ٹھونکنا

نیچے لکھے ہوئے الفاظ پر غور کیجیے:

(۱) لڑکا، لڑکی، ہاتھی، چیونٹی، چڑیا، مچھلی............... یہ سب جان داروں کے نام ہیں۔

(۲) قلم، کتاب، کرسی، گھڑی، ٹافی، بسکٹ............... یہ سب چیزوں کے نام ہیں۔

(۳) مسجد، اسکول، باغ، گھر، شہر، گاؤں............... یہ سب جگہوں کے نام ہیں۔

نام کو اِسم کہتے ہیں۔ یاد رکھیے

اسم: کسی چیز، جگہ یا جان دار کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

اس سبق میں سے پانچ اسم چن کر اپنی کاپی میں خوش خط لکھیے۔
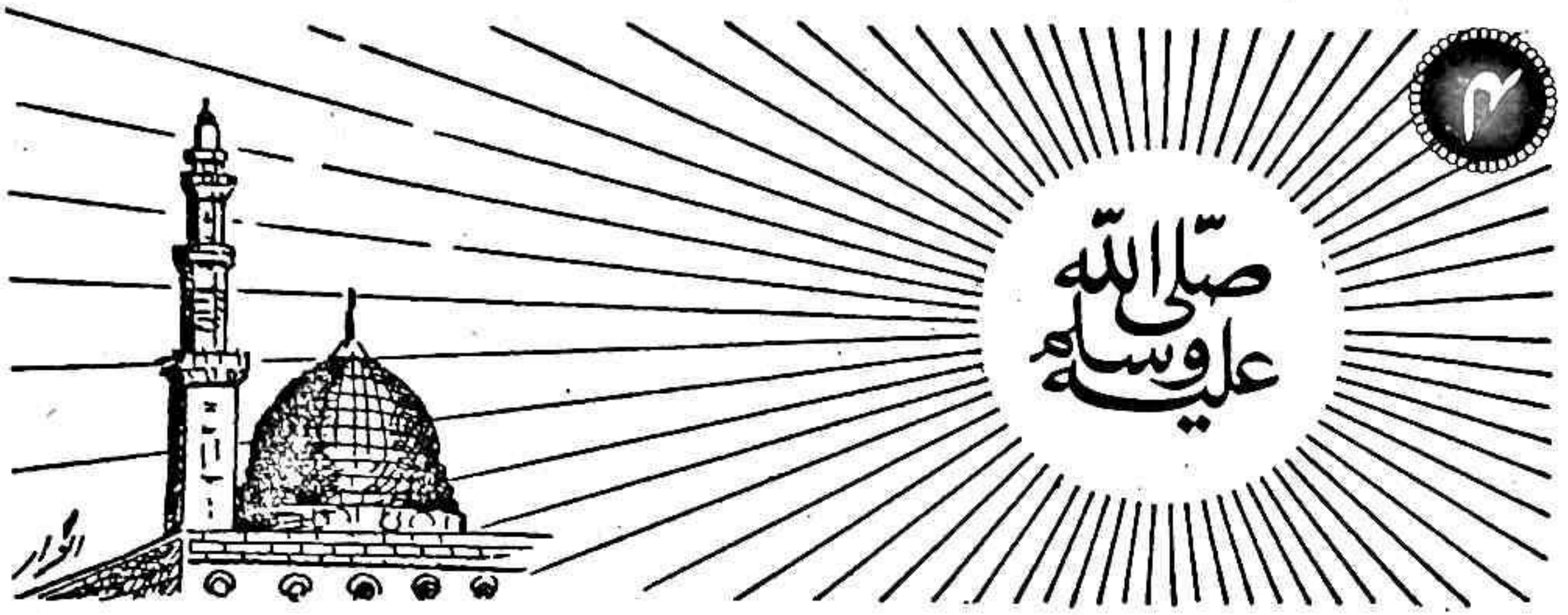
رسولِ خدا بچّوں کے ساتھ

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق اور آپؐ کی عادتیں تمام انسانوں سے بہتر تھیں۔ آپؐ بچوں سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

آپؐ کی عادت تھی کہ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو پہلے ان کو سلام کرتے۔ حضرت اَنسؓ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کے ساتھ تھا۔ آپؐ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تو اُنھیں سلام کیا۔

جب آپؐ سفر سے واپس تشریف لاتے تو شہر میں داخل ہونے پر جو بچّہ بھی مل جاتا، اُسے اپنی اونٹنی پر اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔

اُمِّ قیسؓ بنتِ محصن کہتی ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؐ نے اس کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا۔ آپؐ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈال دیا، جہاں اس نے پیشاب کیا تھا۔

حضرت انسؓ جب چھوٹے سے تھے تو آپ ہی کی خدمت میں رہا کرتے تھے، آپؐ محبت سے ان کو "اے دو کان والے" فرمایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپؐ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں نے کہا، نہیں جاؤں گا۔ لیکن میرے دل میں یہ بات تھی کہ جس کام کو آپؐ نے فرمایا ہے میں اسے ضرور کروں گا۔ میں وہاں سے چلا تو راستے میں بچے کھیلتے ہوئے مل گئے۔ میں بھی کھیل میں لگ گیا۔ اتنے میں پیچھے سے کسی نے میری گردن پکڑی۔ دیکھا تو آپؐ ہنس رہے ہیں، اور فرما رہے ہیں: "اے انس! جاؤ جس کام کو میں نے کہا تھا۔" میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! جاتا ہوں۔" حضرت انسؓ نے رسولِ خدا ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے کبھی اُف تک نہ کہا۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں انصار کے کھجور کے باغوں میں چلا جاتا اور وہاں ڈھیلے مار کر کھجوریں گراتا۔ ایک مرتبہ لوگ مجھے پکڑ کر آپؐ کی خدمت میں لے گئے۔ آپؐ نے پوچھا۔ "ڈھیلے کیوں مارتے ہو؟" میں نے کہا: "کھجوریں کھانے کے لیے۔" فرمایا: جو کھجوریں زمین پر ٹپکتی ہیں ان کو اٹھا لیا کرو، ڈھیلے نہ مارا کرو۔ یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا بھی دی۔

حضرت عائشہؓ کے پاس ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی تھیں۔ اس وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی

تھی۔ آپؐ نے وہی اٹھا کر دے دی۔ عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں لڑکیوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ جب رسولؐ اکرم باہر سے تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے یہ قصہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا: ''جس کو خدا اولاد کی محبت عطا کرے اور وہ ان کا حق ادا کرے تو وہ دوزخ سے بچ جائے گا۔''

آپؐ فرماتے ہیں کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور یہ ارادہ ہوتا ہے کہ اس کو لمبی کر دوں گا کہ اتنے میں صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے۔ اس خیال سے میں نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔

جب کسی کے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا تو سب سے پہلے اس کو آپؐ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ آپؐ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے کھجور چبا کر اپنے منہ کا لعاب بچے کے منہ، میں ڈالتے اور اس کے لیے برکت کی دعا فرماتے۔

ایک دفعہ ایک لڑائی میں چند بچے مارے گئے۔ آپؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپؐ بہت ناراض ہوئے۔ ایک شخص نے کہا: ''وہ کسی مسلمان کے بچے نہ تھے۔'' آپؐ نے فرمایا: ''خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔''

آپؐ کی عادت تھی کہ جب فصل کا نیا میوہ آپؐ کی خدمت میں پیش ہوتا تو حاضرین میں جو سب سے کم سن بچہ ہوتا اس کو دیتے۔

آپؐ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے۔ ایک دفعہ اسی طرح آپؐ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا: ''تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو؟ میرے دس بچے ہیں مگر میں نے اب تک کسی کو پیار نہیں کیا۔'' آپؐ نے فرمایا: ''اللہ اگر تمھارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں؟''

جب آپؐ مکہ چھوڑ کر مدینے میں داخل ہو رہے تھے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی خوشی گیت گا رہی تھیں۔ جب آپؐ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”لڑکیو! تم مجھ سے پیار کرتی ہو۔“ سب نے کہا۔: ”ہاں یا رسول اللہ۔“ آپؐ نے فرمایا: ”میں بھی تمھیں پیار کرتا ہوں۔“

ابو قتادہؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ مسجد نبوی میں حاضر تھے کہ دفعتہً رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی امامہ کو کاندھے پر بٹھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھی۔ جب آپؐ رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے۔ پھر جب کھڑے ہوتے تو پھر بٹھا لیتے۔

• ——— (بشارت حسین ہاشمی)

معانی و اشارات

رسولِ خدا	:	اللہ کے پیغمبر (حضرت محمد ﷺ)
اخلاق	:	چال چلن
تقسیم کرنا	:	بانٹ دینا
اکرم	:	بہت مہربان
مختصر	:	چھوٹی
حاضرین	:	(واحد = حاضر) جو موجود ہوں
کم سن	:	جس کی عمر چھوٹی ہو
بدوی	:	عرب کا دیہاتی
دفعتہً	:	اچانک

۱- جواب دیجیے:

۱- پیارے نبیؐ بچوں سے کیسا برتاؤ کرتے تھے؟

۲- پیارے نبیؐ سفر سے واپسی پر جب شہر میں داخل ہوتے تو کیا کرتے؟

۳- جب فصل کا پہلا میوہ آپؐ کی خدمت میں پیش ہوتا تو آپ کیا کرتے؟

۴- آپؐ کس خیال سے نماز مختصر کر دیتے تھے؟

۵- جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہوتا اور آپؐ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو آپؐ کیا کرتے؟

۶- حضرت انسؓ جب چھوٹے سے بچے تھے تو پیارے نبیؐ محبت سے انھیں کیا کہا کرتے تھے؟

۲- نیچے دیے ہوئے جملوں میں خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- پیارے نبیؐ بچوں سے بہت پیار اور.......... کیا کرتے تھے۔

۲- جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا.......... نہ پہنچانے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۳- آپؐ کی عادت تھی کہ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو.......... ان کو سلام کرتے۔

۴- حضرت انسؓ نے رسولؐ خدا کی.......... سال خدمت کی۔

۵- وہ (انسؓ) فرماتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے کبھی.......... تک نہ کہا۔

کچھ اور کام

اس سبق میں سے تلاش کر کے ''اسم'' کی پانچ مثالیں لکھیے۔

۵

بھائی بھلکڑ

دوست ہیں اپنے بھائی بھلکڑ
ساری باتیں ان کی گڑبڑ

راہ چلیں تو رستا بھولیں
بس میں جائیں تو بستا بھولیں

ریل میں جب یہ حضرت بیٹھے
پہنچے چار اسٹیشن آگے

ٹوپی ہے تو جوتے غائب
جوتے ہیں تو موزے غائب

پیالی میں ہے چمچا الٹا
پھیر رہے ہیں کنگھا الٹا

کام ہے ان کا سارا الٹا
پہنے ہیں پاجامہ الٹا

لوٹ پڑیں گے چلتے چلتے
چونک اٹھیں گے بیٹھے بیٹھے

سودا لے کر دام نہ دیں گے
دام دیے تو چیز نہ لیں گے

(شان الحق حقی)

معانی واشارات

بھلکڑ : بہت زیادہ بھولنے والا
دام دینا : قیمت دینا، پیسے ادا کرنا
سودا لینا : بازار سے چیزیں خریدنا
بستہ : کتابوں کا تھیلا (بیگ)

۱- جواب دیجیے:

اس نظم میں بھائی بھلکڑ کے بارے میں کیا کیا باتیں بتائی گئی ہیں؟

۲- خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- راہ چلیں تو..........بھولیں　　بس..........جائیں تو بستہ بھولیں

۲- ٹوپی ہے تو..........غائب　　..........ہے تو موزہ..........

۳- سودا لے کر..........نہ دیں گے　　دام دیے .... چیز نہ لیں گے

تعداد کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) جمع

''لڑکا آیا'' سے ایک لڑکا سمجھا جائے گا اور ''لڑکے آئے'' سے ایک سے زیادہ (کئی) لڑکے سمجھے جائیں گے۔

ایک کی تعداد بتانے والے کو ''واحد'' اور ایک سے زیادہ کی تعداد بتانے والے کو ''جمع'' کہتے ہیں۔

واحد: وہ اسم ہے جس سے ایک ہی چیز سمجھی جائے،

جیسے لڑکا، ٹوپی، کتاب وغیرہ

جمع: وہ اسم ہے جس سے ایک ہی قسم کی بہت سی چیزیں سمجھی جائیں،

جیسے لڑکے، ٹوپیاں، کتابیں وغیرہ

(الف) واحد کی جمع لکھیے:

واحد	رستہ	بستہ	جوُتا	موزہ	چمچہ	کنگھا
جمع	رستے					

(ب) جمع کے واحد لکھیے:

جمع	روُپے	پیسے	بچے	گھوڑے	کتے	چوُہے
واحد	روپیہ					

۶ نیک دِل سُلطان

آج سے کوئی ساڑھے سات سو برس پہلے کی بات ہے۔ دہلی میں ایک بادشاہ تھا۔لوگ اسے سلطان کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ہندستان کے بڑے حصے پر اُس کی حکومت تھی۔ سلطان نہایت سادہ زندگی بسر کرتا تھا۔ ایک دن کی بات ہے۔ سلطان کی ملکہ کھانا پکا رہی تھی۔ توَے سے روٹی اتارنے میں اُس کا ہاتھ جل گیا۔ وہ ''اوئی اللہ'' کرتی اور ہاتھ سہلاتی ہوئی سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ سلطان اُس وقت قرآنِ مجید کی کتابت کر رہا تھا۔ ملکہ کو تکلیف میں دیکھ کر اُس کا دل بھر آیا، بولا:

کیا بات ہے مَلِکہ؟ تمھارے ہاتھ کو کیا ہوا؟

مَلِکہ : کیا کہوں بادشاہ سلامت! روٹی اتار رہی تھی، توے سے ہاتھ جل گیا۔

سلطان: خدا خیر کرے۔ گھبراؤ نہیں، میں مرہم لاتا ہوں۔

(سلطان کتابت چھوڑ کر اٹھا اور مرہم لا کر خود ہی ملکہ کے ہاتھ پر لگا دیا۔ ملکہ کچھ سکون اور ٹھنڈک محسوس کرنے لگی۔)

مَلِکہ : عالی جاہ! اب کیا ہوگا؟ گھر میں کوئی خادمہ یا نوکرانی ہے نہیں۔ میں ہی

گھر کے سارے کام کاج کرتی ہوں۔ دوسرے کام تو الگ رہے۔ اب کھانا کون پکائے گا؟

سلطان : فکر نہ کرو۔ جب تک تمھارا ہاتھ اچھا نہیں ہوتا، میں تمھارا ہاتھ بٹاؤں گا۔

مَلِکہ : نہیں! بادشاہ سلامت! آپ کیوں تکلیف کریں گے۔ کچھ دنوں کے لیے ایک خادمہ رکھ لیجیے۔ جب میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے گا تو سارا کام کاج میں خود ہی کر لیا کروں گی۔

سلطان : ملکہ! تم بھی جان بوجھ کر اَن جان بنتی ہو۔ میری اتنی آمدنی کہاں جو خادمہ رکھ سکوں۔ حکومت کے کاموں سے فرصت بہت کم ملتی ہے۔ چھے مہینے میں مشکل سے ایک کلام پاک کی کتابت کر پاتا ہوں۔ اُس کے ہدیے سے جوں توں کر کے گھر کا خرچ چلتا ہے۔ خادمہ کے لیے کہاں سے گنجایش نکالوں؟

مَلِکہ : آپ سلطان ہیں۔ شاہی خزانہ آپ کے قبضے میں ہے۔ آپ اپنی ضرورتوں کے لیے کچھ رقم اس میں سے لے لیا کریں تو کیا ہے؟

سلطان : ملکہ! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ شاہی خزانہ تو رعایا کی امانت ہے، رعایا کی بھلائی پر خرچ ہوتا ہے۔ میں تو اُس کا صرف امین ہوں۔ اُس میں سے کچھ لینے کا مجھے کیا حق ہے؟

سلطان کا جواب سن کر ملکہ خاموش ہو گئی۔ سلطان نے اُسے صبر و شکر کی تلقین کی۔ ملکہ مطمئن ہو کر گھر کے کام کاج میں لگ گئی۔ سلطان بھی اُس کا ہاتھ بٹانے لگا۔
یہ تھی ہندستان کے ایک نام ور بادشاہ سلطان ناصر الدین کی گھریلو زندگی۔

اپنے باپ سلطان شمس الدین التمش کی وفات کے بعد ۱۲۴۶ عیسوی میں وہ دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اُس نے ہندستان پر بیس سال حکومت کی۔ دوسرے بادشاہوں کی طرح اُس نے نہ کوئی ناجائز فائدہ اٹھایا، نہ عیش وعشرت کی زندگی گزاری۔ وہ بادشاہ تھا مگر غریبوں کی طرح رہتا تھا۔ وہ بہت نیک، عبادت گزار اور خوش اَخلاق تھا۔ اِس نیک دل سلطان کا نام ہندستان کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

(ادارہ)

معانی واشارات

لفظ	معنی
سلطان	بادشاہ
دل بھر آنا	رنج ہونا، آنکھوں میں آنسو آجانا
عالی جاہ	بڑے مرتبے والا، بادشاہ
ہاتھ بٹانا	کام میں مدد دینا، مل کر کام کرنا
اَن جان	نادان، ناسمجھ، نہ جاننے والا
تلقین	سمجھانا، نصیحت کرنا
عیش وعشرت	آرام اور راحت
ملکہ	بادشاہ کی بیوی
کتابت کرنا	لکھنا
امین	امانت دار
نام ور	مشہور

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- ملکہ کا ہاتھ کس طرح جل گیا تھا؟

۲- جب ملکہ سلطان کے پاس آئی سلطان اُس وقت وہ کیا کر رہا تھا؟

۳- ملکہ نے سلطان سے کیا درخواست کی؟

۴- سلطان اپنی ملکہ کی خدمت کے لیے خادمہ کیوں نہ رکھ سکا؟

۵- شاہی خزانے کے بارے میں سلطان کی کیا رائے تھی؟

۶- سلطان کا پورا نام کیا تھا؟

۲- حصۂ ''الف'' اور حصۂ ''ب'' کے الفاظ کو ملا کر مناسب جوڑیاں بنایئے:

حصۂ الف	حصۂ ب
ملکہ	دہلی کے تخت پر بیٹھا
سلطان	رعایا کی امانت
کام کاج کے لیے	قرآن مجید کی کتابت
شاہی خزانہ	کھانا پکا رہی تھی
وہ ۱۲۴۶ء میں	خادمہ

۳- نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) کتابت کرنا (۲) دل بھر آنا (۳) ہاتھ بٹانا (۴) نام وَر (۵) عبادت گزار

۴- ''اَن جان'' دو لفظوں ''اَن'' اور ''جان'' سے مل کر بنا ہے۔ اِس کے معنی ہیں ''نہ جاننے والا۔''
آپ بھی ''اَن'' لگا کر تین بامعنی الفاظ بنایئے:

(۱) اَن...........، (۲) اَن........... (۳) اَن...........

نیک دل سلطان کی یہ کہانی اپنے الفاظ میں سنایئے۔

سچائی

پہلے زمانے میں سفر کرنا بہت دشوار تھا۔ لوگ جانوروں کی پیٹھ پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے۔ سواری نہ ملتی تو پیدل ہی چلنا پڑتا تھا۔ راستے میں لوٹ مار کا بھی خطرہ رہتا تھا۔ اِس لیے لوگ قافلے کی شکل میں سفر کیا کرتے تھے۔

اُسی زمانے کی بات ہے۔ ایک قافلہ جیلان سے بغداد جا رہا تھا۔ اُس قافلے کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ دین کا علم حاصل کرنے کے شوق نے اُسے اِس سفر پر آمادہ کیا تھا۔

سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اُس کی ماں نے چالیس اشرفیاں اُس کے لباس میں اس طرح سی دیں کہ وہ بغل میں چھپ گئیں۔ چلتے وقت ماں نے کہا: "بیٹے! کیسی ہی مصیبت پڑے، چاہے جان پر بن جائے لیکن کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہمیشہ سچ بولنا۔ سچ بولنے والے کو اللہ پسند کرتا ہے۔"

قافلہ جیلان سے چلا اور ریگستان سے گزرتے ہوئے ایک نخلستان میں ٹھہرا۔ وہاں کھجوروں کے جھنڈ تھے، صاف پانی کا چشمہ تھا۔ اونٹوں کے کجاوے کھول

دیے گئے۔ لوگوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیے۔ بوڑھے کمر سیدھی کرنے لگے۔
نوجوان لکڑیاں جمع کرنے اور دوسرے کاموں کے لیے اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ عورتوں نے چوٗلھے سنبھال لیے۔ بچے بالے کھیل کود میں لگ گئے۔ اچانک ڈاکوؤں نے دھاوا بول دیا۔ قافلے والے چوکنے نہ تھے۔ ڈاکوؤں نے اُنھیں گھیر لیا اور لوٗٹ مار شروع کر دی۔ ایک ڈاکو نے اُس لڑکے کو بھی پکڑا اور پوچھا: ''لڑکے! تیرے پاس کچھ ہے؟''
لڑکے نے جواب دیا: ''ہاں! میرے پاس چالیس اَشرفیاں ہیں۔'' ڈاکو نے تلاشی لی، اشرفیاں نہ ملیں۔ سمجھا کہ لڑکا مذاق کر رہا ہے، وہ آگے بڑھ گیا۔ ایک اور ڈاکو لڑکے کے پاس سے گزرا۔ اُس نے بھی پوچھا: ''میاں لڑکے! تمھارے پاس کیا ہے؟'' لڑکے نے پھر وہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں۔ اُس ڈاکو نے بھی ٹٹول کر دیکھا۔ اشرفیاں اُس کے ہاتھ بھی نہ لگیں۔ تنگ آ کر وہ اُسے اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سردار نے لڑکے کو قریب بلایا اور پوچھا: ''صاحب زادے! تمھارے پاس کیا ہے؟''
لڑکے نے بڑے اطمینان سے وہی جواب دیا: ''میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں۔''
سردار نے پوچھا: ''کہاں ہیں؟''
لڑکے نے بتایا: ''میرے لباس میں بغل کے نیچے سلی ہوئی ہیں۔'' سلائی اُدھیڑی گئی تو اشرفیاں چھن چھن گر پڑیں۔ سردار اور تمام ڈاکو دنگ رہ گئے۔ حیرت سے لڑکے کا منہ تکنے لگے۔ سردار نے کہا: ''تم بھی عجیب لڑکے ہو۔ کیا تم جانتے نہ تھے کہ یہ اشرفیاں ہم چھین لیں گے؟ کیا تمھیں اِن کی ضرورت نہیں؟''

لڑکا بڑے سکون سے بولا: "ضرورت کیوں نہیں؟ میں دین کا علم حاصل کرنے بغداد جا رہا ہوں۔ اشرفیاں نہ رہیں گے تو مجھے بہت دشواری ہوگی۔ لیکن میں جھوٹ کیسے بول سکتا تھا؟"

سردار کہنے لگا: "جھوٹ بول دیتے تو تمھاری اشرفیاں بچ جاتیں۔"

لڑکے نے کہا: "یہ تو ٹھیک ہے لیکن اللہ کا حکم ہے، سچ بولو۔ میری امی نے بھی چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ کیسی ہی آفت پڑے، سچ ہی بولنا۔ میں پیاری امی کی یہ نصیحت کبھی نہ بھولوں گا۔"

لڑکے کی ہمت، سچائی اور فرماں برداری کا سردار کے دل پر بہت اثر پڑا۔ اُس نے اپنے دل میں سوچا: "اِس لڑکے کو اپنی ماں کی نصیحت کا اتنا خیال ہے اور ایک میں ہوں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف ڈاکے مارتا پھرتا ہوں اور اللہ کی مخلوق کو پریشان کرتا ہوں۔"

سردار کا سر ندامت سے جھک گیا۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اُس نے لڑکے کے ہاتھ پر اچھا مسلمان بن کر زندگی گزارنے کا عہد کیا، اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی۔ دوسرے ڈاکوؤں نے بھی توبہ کی، قافلے والوں سے معافی مانگی اور لوٹا ہوا کل سامان انھیں واپس کر دیا۔ تمام ڈاکو، اچھے اور نیک مسلمان بن گئے۔

اُس لڑکے کا نام عبدالقادِر تھا۔ عبدالقادِر پڑھ لکھ کر بہت بڑے عالم ہوئے۔ اسلام کو خوب پھیلایا۔ وہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ اُن کو "بڑے پیر صاحب" بھی کہا جاتا ہے۔

● ——— (شاہ حسین نہری)

جیلان : ایک شہر کا نام

قافلہ : مسافروں کا گروہ

جان پر بن جانا : جان خطرے میں ہونا

چوکنا ہونا : ہوشیار رہنا

بغداد : ایک شہر کا نام

آمادہ : تیار

دھاوا بول دینا : حملہ کردینا

ماجرا : حال

اشرفیاں : (واحد اشرفی) سونے کا ایک سکہ

ندامت : شرمندگی

فرماں برداری : حکم بجالانا

۱- جواب دیجیے:

۱- پہلے زمانے میں سفر کرنا کیوں دشوار تھا؟

۲- لڑکا کہاں کا رہنے والا تھا اور پڑھنے کے لیے کہاں جا رہا تھا؟

۳- لڑکے کی والدہ نے کیا نصیحت کی تھی؟

۴- لڑکے کی کس بات سے سارے ڈاکو دنگ رہ گئے؟

۵- لڑکے کے سچ بولنے کا ڈاکوؤں کے سردار پر کیا اثر پڑا؟

۶- اُس لڑکے کا نام کیا تھا؟

۲- کس نے کس سے کہا؟ قوسین (   ) میں لکھیے:

۱- کیسی ہی مصیبت پڑے لیکن کبھی جھوٹ نہ بولنا۔ (   ) نے (   ) سے

۲- لڑکے! تیرے پاس کچھ ہے؟ (   ) نے (   ) سے

۳- میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں۔ (   ) نے (   ) سے

۴- کیا تم جانتے نہ تھے کہ یہ اشرفیاں چھین لیں گے؟ (   ) نے (   ) سے
۵- لیکن میں جھوٹ کیسے بول سکتا تھا۔ (   ) نے (   ) سے

۳- نیچے لکھے ہوئے الفاظ اور محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) خطرہ (۲) قافلہ (۳) جان پر بن جانا (۴) دھاوا بول دینا (۵) توبہ کرنا

۴- جمع کے واحد لکھیے:

جمع	جانوروں	پھولوں	جنگلوں	اونٹوں	کاموں	عورتوں	کتابوں	کرسیوں
واحد	جانور							

شیخ عبدالقادر جیلانی ۴۷۰ھ میں جیلان میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نے ان کی پرورش کی۔ ۴۸۸ھ میں اُنھوں نے بغداد کا سفر کیا اور وہاں کے بڑے بڑے عالموں سے دین کا علم حاصل کر کے خود بھی ایک بڑے عالم بن گئے۔ ۵۲۱ھ سے انھوں نے درس دینے اور اسلام کو پھیلانے کا کام شروع کیا۔

شیخ عبدالقادرؒ شریعت نبوی کے بڑے پابند تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ شرک سے بچو، سنت رسولؐ کی پیروی کرو۔ اللہ کے دین میں کوئی بات نہ بڑھاؤ۔ اللہ کے دین کی پابندی اُسی طرح کرو جس طرح رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ اسلام سچا دین ہے، اس پر ثابت قدمی سے جمے رہو۔ ان کی باتوں میں بڑا اثر تھا اس لیے لاکھوں لوگ ان کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے۔

۸

لالچ کا پھل

سنا ہے، کہیں تھا کوئی بادشاہ
بہت تھی اُسے مال و دولت کی چاہ

یہی فکر رہتی تھی اُس کو سدا
خزانے ملے، کاش قارُون کا

ملا اتفاقاً اُسے اِک فقیر
بڑا پارسا اور روشن ضمیر

کہا اُس سے بھی شاہ نے مدعا
"بنانا سکھادو مجھے کیمیا"

دیا سن کے درویش نے یہ جواب
"بہت ہی بری شے ہے لالچ، جناب!"

نہ مانا کسی طرح جب لالچی
تو درویش نے یہ دعا اس کو دی

"ترا ہاتھ جس شے سے چھو جائے گا
وہ سونا بنے گی بحکم خدا"

یہ سن کر وہ ناداں بہت خوش ہوا
اور اِس ڈھب سے سونا بنانے لگا

نظر آئی جو چیز بھی سامنے
وہ لالچ میں چھوتا رہا ہاتھ سے

کتب کرسیاں تخت ، برتن سبھی — غرض گھر کی ہر چیز سونا بنی
اِسی دھن میں جب ہوگیا وقت شام — کیا اُس نے کھانے کا پھر اہتمام
مگر اُس نے جیسے ہی کھانا چھوا — وہ کھانا بھی چھوتے ہی سونا بنا
نوالے نہ سونے کے وہ کھاسکا — تڑپتا رہا بھوک سے مرگیا

نہ لالچ کرے کوئی بھی آدمی
کہ لالچ بلا ہے بہت ہی بری

(متین طارق باغپتی)

چاہ : خواہش، محبت

قارون : بنی اسرائیل کے ایک کنجوس آدمی کا نام، جس کے پاس بہت زیادہ دولت تھی۔

پارسا : نیک، اللہ سے ڈرنے والا

مدعا : مقصد، غرض

بحکم خدا : خدا کے حکم سے

کتب : (واحد= کتاب) کتابیں

روشن ضمیر : جس کا دل روشن ہو۔ اللہ والا

کیمیا بنانا : سونا بنانا

ڈھب : طریقہ

اہتمام : انتظام، بندوبست

۱- جواب دیجیے:

۱- بادشاہ کو کس چیز کی بہت چاہ تھی؟

۲- بادشاہ نے فقیر سے کیا کہا؟

۳- فقیر نے کیا جواب دیا؟

۴- درویش نے بادشاہ کو کیا دعا دی؟
۵- بادشاہ اپنی چیزوں کو کس طرح سونا بنانے لگا؟
۶- بادشاہ بھوکا کیوں مر گیا؟

۲- خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- نظر آئی جو............بھی سامنے — وہ لالچ میں چھوتا رہا............سے
۲- کتب، کرسیاں، تخت، برتن سبھی — غرض گھر کی ہر چیز............بنی
۳- نہ............کرے کوئی بھی آدمی — کہ لالچ .... ہے بہت ہی بری

۳- حصہ ''الف'' اور حصہ ''ب'' کے بے ترتیب مصرعوں کو ترتیب سے جوڑ کر شعر مکمل کیجیے:

نمبر شمار	الف	ب
۱	سنا ہے، کہیں تھا کوئی بادشاہ	خزانہ ملے، کاش! قارون کا
۲	دیا سن کے درویش نے یہ جواب	وہ سونا بنے گی بحکم خدا
۳	ترا ہاتھ جس شے سے چھو جائے گا	بہت تھی اسے مال و دولت کی چاہ
۴	یہی فکر رہتی تھی اس کو سدا	بہت ہی بری شے ہے لالچ جناب!

۴- ''نادان'' دو لفظوں ''نا'' اور ''دان'' سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں ''نہ جاننے والا''۔

آپ بھی تین ایسے بامعنی لفظ بنائیے، جن کے شروع میں ''نا'' آتا ہو:

(۱) نا............ (۲) نا............ (۳) نا............

اِس کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

ماں باپ کی طرح استاد کا مرتبہ بھی بہت بلند ہے۔ ماں باپ ہمیں پال پوس کر بڑا کرتے ہیں۔ ہم پر ان کے بڑے احسانات ہیں۔ استاد ہمیں لکھنا پڑھنا سکھاتے ہیں۔ ہماری جہالت اور نادانی دور کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی باتیں بتاتے ہیں۔ دین پر چلنا سکھاتے ہیں۔ جس طرح ماں باپ ہمارے لیے دُکھ اٹھاتے ہیں، اُسی طرح استاد بھی ہماری بھلائی کے لیے بہت محنت کرتے ہیں۔

ہم پر استاد کے بڑے احسانات ہیں۔ اگر ان کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم جاہل رہ جاتے، نہ دین کی باتیں جانتے نہ سیدھی راہ پاتے۔ اسی لیے ماں باپ کی طرح استاد کا بھی بہت احسان ماننا چاہیے۔

ہمیں چاہیے کہ استاد کے سامنے ادب سے بیٹھیں۔ ساتھ ساتھ چلنا ہو تو ہمیشہ پیچھے چلیں۔ کچھ پوچھنا ہو تو ادب سے پوچھیں۔ جو حکم دیں اُسے خوشی خوشی مان لیں اور ان کی خدمت کے لیے ہمیشہ تیار رہیں۔ اللہ کے نیک بندے اپنے استاد کا بہت ادب کیا کرتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ مشہور عالم دین اور بہت بڑے بزرگ تھے۔ انھوں نے اپنے استاد حضرت حمادؒ کی زندگی میں کبھی ان کے گھر کی طرف

پاؤں نہ پھیلائے، اِس ڈر سے کہ اُدھر پاؤں پھیلانا، کہیں اللہ کے یہاں استاد کی بے ادبی میں نہ لکھ لیا جائے۔ وہ ہر نماز میں اپنے استاد کے لیے دعا مانگا کرتے تھے۔

ہارون رشید ایک بڑا بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے ایک بیٹے کا نام مامون تھا۔ مامون کی پرورش بڑے لاڈ پیار سے ہوئی تھی۔ ایک تو شہزادہ، دوسرے حد سے زیادہ لاڈ پیار، نتیجہ یہ ہوا کہ مامون بہت شریر ہو گیا۔ شاہی محل کے تمام نوکر چاکر اس کی شرارتوں سے تنگ آ گئے تھے۔ بڑے بڑوں کو پیٹ دیتا، سب خاموشی سے اس کی مار پیٹ برداشت کر لیتے۔ جس سے وہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ کسی کی پروا نہیں کرتا تھا۔

مامون جب بڑا ہوا، ایک استاد کو اس کی تعلیم کے لیے مقرر کیا گیا۔ استاد پڑھانے کے لیے شاہی محل گئے۔ مامون کو آواز دی، لیکن وہ کھیل کود میں مصروف رہا۔ استاد کی آواز سن کر بھی باہر نہ نکلا۔ ملازموں سے بلوایا، مگر مامون نے کوئی پروا نہ کی۔ ملازموں نے آ کر شکایت کی، کہ وہ کسی کی نہیں سنتا۔

استاد نے کسی طرح مامون کو باہر بلایا۔ جب وہ آ گیا تو اسے چھے سات چھڑیاں لگائیں۔ آج تک اس نے کسی کی مار نہ کھائی تھی، لیکن استاد کے ادب سے اُف تک نہ کی۔ اتنے میں اُدھر سے حکومت کے وزیر جعفر کا گزر ہوا۔ مامون ادب سے بیٹھا پڑھتا رہا۔ جب وزیر چلا گیا تو استاد نے کہا:

"مامون! تم نے وزیر سے میری شکایت کیوں نہ کی۔"

مامون نے کہا: "اچھے استاد! آپ نے مجھے میری بھلائی کے لیے مارا تھا۔ وزیر تو وزیر، اگر خود بادشاہ سلامت بھی تشریف لاتے یا مجھ سے پوچھتے تو میں شکایت نہ کرتا۔"

بادشاہ ہارون رشید کے دو بیٹے تھے۔ ایک تو یہی مامون تھا اور دوسرے کا نام امین تھا۔ ایک دن کی بات ہے امین اور مامون دونوں اپنے استاد کے پاس پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے استاد کو کسی کام کے لیے اٹھنا پڑا۔ استاد ابھی تیار ہو کر چلنے ہی والے تھے کہ دونوں لڑکے جوتیاں سیدھی کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ جوتیوں کے پاس پہنچ کر دونوں جھگڑنے لگے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ استاد کی جوتیاں میں سیدھی کروں۔ آخر استاد نے یہ کہہ کر جھگڑا چکا دیا کہ ایک جوتی امین سیدھی کرے اور دوسری مامون۔ دونوں نے جوتیاں سیدھی کر کے رکھیں اور استاد انھیں پہن کر باہر تشریف لے گئے۔

ہارونؔ رشید کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا۔ دونوں کو بلا کر بہت انعام دیا۔ بڑے ہو کر یہی دونوں لڑکے بادشاہ ہوئے۔

(افضل حسین)

معانی و اشارات

جہالت	:	بے علمی، اجڈپن
نادانی	:	ناسمجھی
جاہل	:	اَن پڑھ، بے علم
شہزادہ	:	بادشاہ کا بیٹا
شاہی محل	:	جس عمارت میں بادشاہ رہتا ہے
لگائیں	:	ماریں
جھگڑا چکا دینا	:	فیصلہ کر دینا

۱- جواب دیجیے:

۱- استاد ہم پر کیا کیا احسانات کرتے ہیں؟

۲- ہمیں استاد کا ادب کس کس طرح کرنا چاہیے؟

۳- امام ابو حنیفہؒ اپنے استاد کے گھر کی طرف پاؤں کیوں نہ پھیلاتے تھے؟

۴- جب استاد نے مامون سے کہا کہ تم نے وزیر سے میری شکایت کیوں نہ کی، تو مامون نے کیا جواب دیا؟

۵- امین و مامون استاد کی جوتیاں سیدھی کرنے کے لیے کیوں جھگڑنے لگے اور استاد نے کیا کہہ کر جھگڑا چکایا؟

۲- خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پر کیجیے:

۱- ماں باپ کی طرح .... کا مرتبہ بھی بہت .... ہے۔

۲- ماں باپ کی طرح استاد کا بھی بہت .... ماننا چاہیے۔

۳- استاد کے سامنے ہمیں .... سے بیٹھنا چاہیے۔

۴- استاد جو .... دیں اُسے خوشی .... مان لینا چاہیے۔

۵- استاد کی .... کے لیے ہمیشہ .... رہنا چاہیے۔

نیچے دیے گئے الفاظ کی ضد لکھیے:

(۱) استاد (۲) عالم (۳) سیدھا (۴) پیچھے (۵) باہر (۶) نیک (۷) خوش (۸) شہزادہ

۴- مندرجہ ذیل کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

(۱) استاد (۲) ادب (۳) دین (۴) محنت (۵) اِحسانات

درج ذیل الفاظ پر غور کیجیے:

(الف) ہارونُ الرّشید: ایک خاص شخص کا نام ہے۔ ہر شخص کو ہارون الرشید نہیں کہتے۔

دہلی: ایک خاص شہر کا نام ہے۔

"ہماری کتاب": ایک خاص کتاب کا نام ہے۔

—— یہ سب "اسم خاص" ہیں۔

(ب) آدمی، استاد، شہر، گاؤں، دریا، کرسی، ٹوپی —— یہ سب "اسم عام" ہیں

اِسم کی دو قسمیں ہیں (۱) اِسمِ خاص (۲) اسم عام

اِسمِ خاص: وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص، خاص جگہ، یا خاص چیز کا نام ہو۔

(اِسمِ خاص کو "معرفہ" بھی کہتے ہیں)

اِسمِ عام: وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص، خاص جگہ یا خاص چیز کا نام نہ ہو بلکہ ایک ہی قسم کی ہر چیز کا نام ہو۔

(اِسمِ عام کو "نکرہ" بھی کہتے ہیں)

مانیٹر
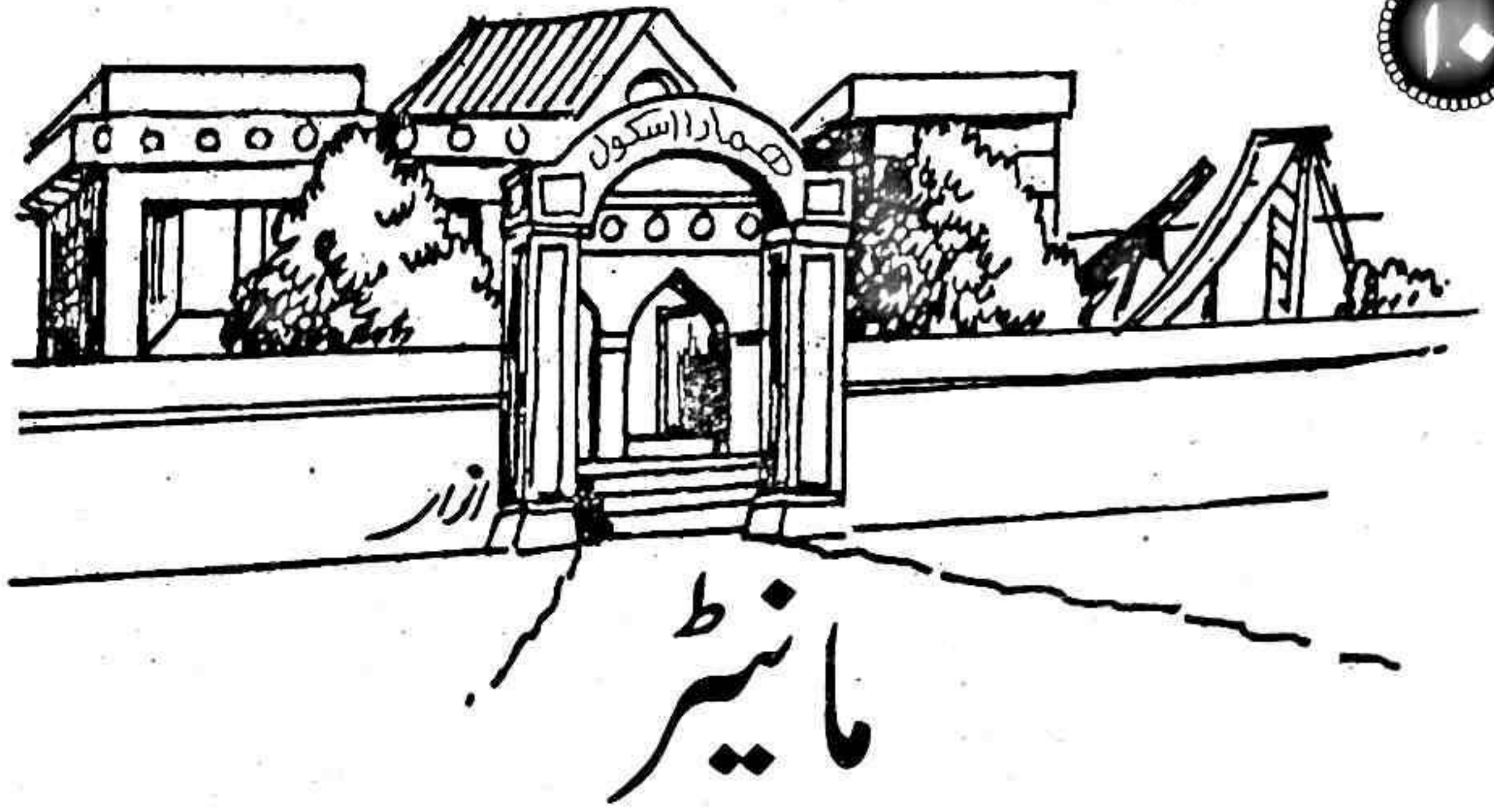
مدرسے میں ہم سب علم حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔ ہم سب الگ الگ نہیں پڑھتے، اپنے اپنے درجوں میں پڑھتے ہیں۔ درجے کے سارے بچے اگر اپنی اپنی مرضی سے کام کریں گے تو درجے میں بڑی ہڑبونگ ہوگی۔ نہ ہم ٹھیک سے پڑھ سکیں گے اور نہ کوئی کام کرسکیں گے۔

اسلام اِس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ اس کے ماننے والے اس طرح بے ڈھنگے طریقے سے رہیں۔ وہ کہتا ہے: "اگر تم دو بھی کہیں جاؤ تو ایک کو اپنا امیر بنالو اور جب تک سفر میں رہو، اُس کی اطاعت کرو۔" وہ بھلا ہڑبونگ کب پسند کرسکتا ہے اور کیوں پسند کرے؟ اسلام تو ہماری فلاح کا راستا ہے۔ شور اور ہنگامہ ہمارے لیے انتہائی مضر ہے۔ بدنظمی سے وقت برباد ہوتا ہے۔ آپس میں بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ مارپیٹ کی نوبت آجاتی ہے۔ کوئی بھی کام سلیقے سے

نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ہم کو چاہیے کہ استاد کی رہ نمائی میں اپنا ایک مانیٹر چن لیں۔ تاکہ جب استاد درجے میں نہ ہوں تو وہ ہڑبونگ نہ ہونے دے۔

اب سوال یہ ہے کہ مانیٹر بنائیں کس کو؟

مانیٹر تو وہی ٹھیک رہے گا جو سمجھ دار ہو، محنت کرسکتا ہو، بچے اُس کی بات مانتے ہوں، وہ سب کا بھلا چاہتا ہو، بری باتوں سے دور رہتا ہو، سب کی خدمت کرتا ہو، سچا ہو، ایمان دار ہو، صاف ستھرا رہتا ہو، سامان قرینے سے رکھتا ہو اور خاص بات اس کے اندر یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو۔

مانیٹر درجے میں استاد کا قائم مقام ہوتا ہے۔ جب ہم کسی کو مانیٹر چن لیں تو اَب ہمیں اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ ورنہ مانیٹر بنانے کا فائدہ ہی کیا؟ البتہ اگر وہ کسی غلط بات کا حکم دے تو ہرگز نہ ماننا چاہیے۔ مانیٹر بنانے کے بعد دیکھتے رہنا چاہیے کہ وہ اپنی ذمے داری ٹھیک سے ادا کرتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور استاد کو بھی بتا دینا چاہیے۔ اگر پھر بھی وہ نہ مانے تو اُسے الگ کر کے کسی مناسب بچے کو اُس کی جگہ چن لینا چاہیے۔ ہاں! ایک بات اور یاد رہے۔ ایسے بچوں کو مانیٹر بنانا مناسب نہیں جو خود مانیٹر بننا چاہتے ہوں۔ کیوں کہ ایسے بچے خود غرض ہوتے ہیں۔ وہ خدمت کرنے کے لیے مانیٹر نہیں بننا چاہتے، بلکہ بچوں پر رعب جمانے کے لیے اس عہدے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔

(افضل حسین)

ہڑبونگ : ہنگامہ، شوروغل

بدنظمی : افراتفری، انتظام کا ٹھیک نہ ہونا

فلاح : کام یابی

مضر : نقصان پہنچانے والا

بدمزگی : رنجش، ناراضی

قائم مقام : نائب، جانشیں

خودغرض : صرف اپنا بھلا چاہنے والا

رعب جمانا : دھاک بٹھانا

خواہش مند : چاہنے والا

۱- جواب دیجیے:

۱- درجے کے لیے مانیٹر کیوں ضروری ہے؟

۲- مانیٹر کن خوبیوں کا ہونا چاہیے؟

۳- اگر مانیٹر اپنی ذمے داریاں ٹھیک انجام نہ دے تو کیا کرنا چاہیے؟

۴- کیسے بچے کو مانیٹر بنانا مناسب نہیں؟

۲- نیچے کے جملوں میں جو باتیں ٹھیک ہیں اُن کے سامنے یہ (✓) نشان اور جو غلط ہیں اُن کے سامنے یہ (×) نشان لگائیے:

۱- ہر درجے کے لیے ایک مانیٹر ضروری ہے۔ ( )

۲- ایسے بچے کو مانیٹر بنانا چاہیے جو مانیٹر بننے کا خواہش مند ہو۔ ( )

۳- مانیٹر ایسا ہو جس سے درجے کے سارے بچے ڈرتے ہوں۔ ( )

۴- جب ہم کسی کو مانیٹر چن لیں تو ہمیں اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ ( )

۵- مانیٹر درجے میں استاد کا قائم مقام ہوتا ہے۔ ( )

۶- مانیٹر کا ہر بھلا برا حکم ماننا چاہیے۔ ( )

۳- **خواہش مند**، یہ دو لفظوں "**خواہش**" اور "**مند**" سے مل کر بنا ہے، جس کے معنی ہیں چاہنے والا۔ اسی طرح نیچے لکھے ہوئے الفاظ کے آخر میں "**مند**" بڑھا کر نئے لفظ بنائیے اور اُن کے معنی معلوم کر کے یاد کر لیجیے

دولت........، حاجت........، فائدہ........، عقل........، رضا........

۴- مندرجہ ذیل کی "**ضد**" لکھیے:

لفظ	اسلام	پسند	مضر	سمجھ دار	ایمان دار	صاف ستھرا
ضد	کفر					

١١

تِتلیاں

نیلی، ہری، گلابی، پیلی، سفید، کالی
پھرتی ہیں کیاری کیاری، اُڑتی ہیں ڈالی ڈالی
رونق ہیں گل ستاں کی، پھولوں کی بیٹیاں ہیں
کیا خوب تتلیاں ہیں، کیا خوب تتلیاں ہیں

آؤ اِدھر مجاہد! تسنیم تم بھی آؤ
بیلے کے پاس آ کر چپ چاپ بیٹھ جاؤ
دیکھو تو کیسی کیسی کرتی یہ شوخیاں ہیں
کیا خوب تتلیاں ہیں، کیا خوب تتلیاں ہیں

پھوُلوں پہ کس طرح یہ چکر لگا رہی ہیں
رَس پی رہی ہیں اُن کا، خوشیاں منا رہی ہیں
اِن کے لیے ہی جیسے پھولوں کی کیاریاں ہیں
کیا خوُب تتلیاں ہیں، کیا خوُب تتلیاں ہیں

تعریف اُس خدا کی، جس نے اِنھیں بنایا
اِن کے پروں کو جس نے ہر رنگ سے سجایا
کیا خوب پر ہیں اِن کے، کیا خوب دھاریاں ہیں
کیا خوب تتلیاں ہیں، کیا خوب تتلیاں ہیں

(ابوالمجاہد زاہدؔ)

رونق ہیں گل ستاں کی	:	باغ کی خوب صورتی بڑھانے والی ہیں
کیا خوب	:	کتنی اچھی
بیلا	:	ایک قسم کا خوش بو دار پھول اور اُس کا درخت
شوخیاں	:	(واحد: شوخی) شرارتیں، چُلبلا پن
دھاریاں	:	(واحد: دھاری) لکیریں

۱- جواب دیجیے:

۱- پہلے شعر میں تتلیوں کے کن کن رنگوں کا ذکر کیا گیا ہے؟
۲- تم نے کن کن رنگوں کی تتلیاں دیکھی ہیں؟
۳- تتلیوں کو پھولوں کی بیٹیاں کیوں کہا گیا ہے؟
۴- تتلیاں باغ میں کیا کر رہی ہیں؟
۵- تتلیوں کو دیکھ کر کس کی تعریف زبان پر آ جاتی ہے؟

۲- نیچے دیے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) نیلا (۲) پیلا (۳) کالا (۴) گلابی (۵) سفید

۳- (الف) واحد لکھیے:

جمع	تتلیاں	بیٹیاں	شوخیاں	کیاریاں	دھاریاں	ڈالیاں
واحد	تتلی					

(ب) جمع لکھیے:

واحد	لڑکی	لکڑی	ککڑی	کرسی	مرغی	بلی
جمع	لڑکیاں					

اِس نظم کو درجے کے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر ترنم سے پڑھیے۔

۱۲

مٹر کی کہانی

"کہیے! مزہ دے گئے؟ کیسے چٹ پٹے، کیسے مسالے دار ہیں یہ مٹر۔" یہ کہا بی حمیدہ نے ساجد میاں سے، پھر بولیں:

"اچھا تو آؤ لگے ہاتھوں مٹر میاں سے بھی مل لو۔"

تشتری سے جو ایک مٹر کا دانہ زمین پر گر پڑا تھا، بی حمیدہ نے اُس سے کہا:

"مٹر میاں! السّلام علیکم! لو، ساجد میاں کو ذرا اپنے بارے میں بتا دو۔"

مٹر میاں کچھ نہ بولے۔ بی حمیدہ سمجھ گئیں کہ مٹر میاں کیوں چپ ہیں۔ بولیں: اچھا، تو کیا تم خفا ہو گئے ہو ساجد میاں سے؟ اس لیے کہ انھوں نے تم کو زمین پر گرا دیا۔ مگر اب مُعاف کر دو۔ ابھی وہ بچے ہیں۔ آیندہ خیال رکھیں گے۔ اللہ کی نعمت کو احتیاط سے کھائیں گے۔"

اب مٹر میاں بولے: "اچھا بھائی! لو سنو میری کہانی: بہت دنوں تک تو میں کال کوٹھری میں بند رہا، ارے ہاں! وہی کسان کے غلّے کا گودام۔ جاڑے گئے، گرمی آئی، لیکن میں قید ہی رہا۔ پھر وہ زمانہ آیا جب رات دن پانی برستا ہے۔ اب

کسان روز اپنے ہل بیل لے کر چلا جاتا۔ برسات بھی گزر گئی۔ ایک دن جب ذرا سورج نکلا، کسان نے مجھ کو اور میری برادری کو بورے میں بھرا اور پیٹھ پر رکھ کر چل دیا۔ چلتے چلتے، چلتے چلتے، چلتے چلتے اپنے کھیت پر پہنچا۔ کھیت کو اُس نے پہلے ہی سے جوت رکھا تھا۔ اب اُس نے ہمیں پیٹھ سے اتارا۔ اتار کر بورے سے نکالا۔ نکال کر زمین میں دفن کر دیا اور چلا گیا۔ زمین کے اندر بڑی نمی تھی، بڑا اندھیرا تھا، اور وہاں تھوڑی سی گرمی بھی تھی۔ پڑے پڑے جب جی اکتا گیا تو ہم نے کہا: "یہاں سے نکلنا چاہیے۔" پھر تو ہم سب نے نکلنے کے لیے خوب زور لگایا اور اللہ سے بھی گڑگڑا کر دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور دو تین دن بعد ہم نے زمین سے سر باہر نکالا۔ بس دل خوش ہو گیا۔ کیا بتائیں کتنا اچھا لگا۔ ہر طرف ہریالی، ہر طرف ٹھنڈی ہوا، ہر طرف پانی سے تر زمین۔ اب تو ہم خوب پلتے بڑھتے رہے۔ سارا کھیت ہماری پتیوں اور شاخوں سے ڈھک گیا۔ پھر ہماری کونپلیں لوگ توڑنے لگے، نمک مرچ کے ساتھ کھانے لگے۔ پھر پھول کھلے، لال لال، سفید کاسنی اور سفید۔ تم دور سے دیکھو تو سمجھو تتلیاں، مگر جب پکڑنے چلو تو؟ "ارے پھول"! لیکن پھر جو چلی ہیں ٹھنڈی ہوائیں تو نہ پوچھو، جو ہماری حالت ہوئی۔ بس ہم تو کانپ گئے۔ اللہ سے پناہ مانگنے لگے۔ ہاں! دیکھو تو، وہی ہے سب کا محافظ، اِسی لیے ہم نے اُس کو یاد کیا۔

ابھی کڑاکے کے جاڑے ہی تھے کہ ہم نے ریل کے ڈبّے بنائے۔ اُن میں اپنے بچوں کو سفر کے لیے بٹھایا۔ نہیں سمجھے؟۔ ارے بھئی! یہ تو ہماری پھلیاں ہیں۔ ہاں ہاں! وہی پھلیاں جن کے دانے تم کھاتے ہو، کچے بھی، ابلے ہوئے بھی،

مسالے دار بھی، اُن کا مٹر پلاؤ بھی بناتے ہو اور چاٹ مسالے دار بھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے جو تم کو طرح طرح کی، کھانے کی چیزیں دیتا ہے اور پھر ایک چیز سے کئی کئی مزے دار کھانے بنتے ہیں۔ واقعی، اللہ تعالیٰ تعریف کے لائق ہے۔

ہاں! تو ہماری پھلیوں کے دانے بھی لوگوں نے خوب کھائے۔ پھر جاڑے گزرے، گرمی آنے لگی۔ کھیت میں کھڑے کھڑے ہمیں بہت دن ہو گئے تھے۔ دل گھبرا گیا تھا، مرجھانے لگے ــــ آخر سوکھ گئے۔ پھلیاں بھی سوکھ گئیں ــــ دیکھو! یوں ہی تو اللہ تعالیٰ سب کو جلاتا ہے، پھر جب چاہتا ہے مردہ کر دیتا ہے۔ ایک دن وہ دنیا کو مٹا کر پھر سے بنائے گا اور مردہ لوگوں کو جلا کر کھڑا کر دے گا۔

اچھا بھئی! تو پھر کسان آیا، ہم سب کو کاٹا، اکٹھا کیا، بوجھ بنایا، لادا اور لے کر چل دیا۔ پھر پتیوں سے دانوں کو الگ کیا۔ دانوں کو غلے کے گودام میں رکھ دیا اور بھس بیلوں کو کھلا دیا۔ ہاں تو ساجد میاں! اب غلہ بن کر ہم تمھارے کام آتے ہیں۔ اللہ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے اُس کو ہنسی خوشی پورا کرتے ہیں۔"

اتنے میں ایک چڑیا آئی اور مٹر کے دانے کو لے اُڑی۔ مٹر میاں بولے:
"اچھا، خدا حافظ! میں چلا۔ ساجد میاں! دیکھو اللہ تعالیٰ تمھارا کتنا خیال رکھتا ہے۔ تم بھی اُس کے ہر حکم کا خیال رکھنا۔"

ساجد میاں بی حمیدہ سے بولے: "مٹر میاں سچ تو کہتے ہیں۔ پھر ہم کیوں نہ ان کی بات مانیں۔"

● ــــــــ(ابن فرید)

چٹ پٹا : خوب نمک مرچ اور کھٹائی پڑا ہوا۔ مزے دار

مسالے دار : مسالا ملا ہوا

لگے ہاتھوں : اسی وقت، ساتھ کے ساتھ

تشتری : تھالی، پلیٹ

کال کوٹھری : اندھیری کوٹھری

کونپلیں : (واحد: کونپل) ننھی ننھی نرم پتیاں

پناہ مانگنا : حفاظت چاہنا

کڑاکے کے : سخت، تیز

مرجھانا : کمھلانا

جلانا : جان ڈالنا، زندہ کرنا

۱- جواب دیجیے:

۱- مٹر میاں بہت دنوں تک کہاں بند رہے؟

۲- کسان نے مٹر میاں اور اُن کے ساتھیوں کو گودام سے کب نکالا؟

۳- مٹر میاں نے زمین کے اندر کا کیا حال بیان کیا؟

۴- مٹر سے کھانے کی کون کون سی چیزیں بنتی ہیں؟

۵- اِس سبق میں "مر کر جی اٹھنے کی بات" کس جملے سے معلوم ہوتی ہے؟

۲- نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) نعمت (۲) احتیاط (۳) چٹ پٹے (۴) دعا مانگنا (۵) مرجھانا

۳- جملے درست کیجیے:

۱- ہیں کیوں مٹر میاں چپ۔

۲- نکلنا یہاں چاہیے سے۔

۳- ہیں ارے پھلیاں ہماری یہ تو بھئی۔

۴- ''اِسم'' کی تعریف کیجیے اور اس سبق سے دس اسم چن کر اپنی کاپی میں خوش خط لکھیے۔

آنگن میں ایک کیاری بنا کر، یا گملے میں، مٹر کے چند دانے بو کر اُن کے اُگنے، بڑھنے اور پھولنے پھلنے کا مشاہدہ کیجیے۔

۱۳

اُمُّ المومنین
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

اُمُّ المومنین حضرت خدیجہؓ مکے کے ایک معزز دولت مند تاجر خویلد کی بیوہ بیٹی تھیں۔ وہ بہت نیک اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ لوگ اُن کی اچھی عادتوں کی وجہ سے اُنھیں طاہرہ کہتے تھے۔

والد کے انتقال کے بعد بی بی خدیجہ اُن کا کاروبار خود چلانے لگیں۔ انھیں ایک ایسے دیانت دار اور قابل اعتماد مددگار کی تلاش تھی، جو اُن کے تجارتی کاروبار کو اچھے ڈھنگ سے چلا سکے۔

بی بی خدیجہؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت محمدؐ بہت سچے اور دیانت دار نوجوان ہیں اور تجارت کا تجربہ بھی رکھتے ہیں تو انھیں بڑی خوشی ہوئی۔ انھوں نے آپؐ سے کہا کہ آپ میرا سامانِ تجارت دوسرے ملکوں میں بیچ آیا کریں۔ جتنا معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں، اُس سے زیادہ آپ کو دوں گی۔ حضرت محمدؐ نے ہامی بھر لی اور معاملہ طے ہو گیا۔ بی بی خدیجہؓ کی اِس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی تھی کہ ایک امین و صادق آدمی اُن کا تجارتی سامان دوسرے ملکوں میں بیچنے کے

لیے لے جائے۔

جب تجارتی قافلہ شام کے لیے روانہ ہوا تو بی بی خدیجہؓ نے اپنے ایک غلام میسرہ کو بھی حضرت محمدؐ کے ساتھ کر دیا۔ میسرہ نے دیکھا کہ آپؐ اپنے ہم راہیوں کے ساتھ بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ کسی سے سخت لہجے میں بات نہیں کرتے۔ تمام قافلے والوں کے ساتھ شرافت اور ہم دردی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ تعجب میسرہ کو اِس بات پر ہوا کہ اسے غلام سمجھنے کے بجائے آپؐ اس کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتے ہیں۔

جب تجارتی قافلہ لوٹ کر مکے آیا تو معلوم ہوا کہ اس مرتبہ مالِ تجارت میں دگنا منافع ہوا ہے۔ میسرہ نے حضرت محمدؐ کی شرافت اور ایمان داری کی بہت تعریف کی۔ جس سے بی بی خدیجہ اتنی خوش ہوئیں کہ خود شادی کا پیغام بھجوایا جسے آپؐ نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورے سے قبول فرمالیا اور اس طرح بی بی خدیجہ کا نکاح حضرت محمدؐ سے ہوگیا۔ نکاح کے وقت حضورؐ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہؓ چالیس سال کی تھیں۔

شادی کے پندرہ سال بعد اللہ نے حضورؐ کو نبی بنایا۔ بی بی خدیجہ سب سے پہلے آپؐ پر ایمان لائیں۔

بی بی خدیجہؓ پیارے نبیؐ کو بہت چاہتی تھیں۔ تن من دھن سے آپ کی خدمت میں لگی رہتی تھیں۔ جب کافر لوگ پیارے نبیؐ کا کہنا نہ مانتے، آپؐ کو ستاتے اور تکلیفیں دیتے تو بی بی خدیجہؓ آپؐ کو تسلی دیتیں اور ایسی باتیں کرتیں جس سے آپؐ کا غم دور ہو جاتا۔ دین اسلام کو پھیلانے میں بی بی خدیجہؓ نے پیارے نبیؐ

کی بڑی مدد کی اور رفتہ رفتہ اپنی ساری دولت اسی کام پر لگا دی۔

پینسٹھ سال کی عمر میں بی بی خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ اُن کی وفات سے پیارے نبیؐ کو بہت صدمہ پہنچا۔ آپؐ زندگی بھر عزت اور محبت سے اُن کو یاد کرتے اور ان کی باتیں کرتے رہے۔ ایک بار پیارے نبیؐ نے اُمُّ المومنین حضرت خدیجہؓ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے خدیجہؓ سے اچھی، بہتر اور مہربان بیوی نہیں ملی۔ خدیجہؓ مجھ پر اُس وقت ایمان لائیں اور انھوں نے اُس وقت میری رسالت کی گواہی دی، جب لوگ مجھے جھٹلاتے اور میرا مذاق اُڑاتے تھے۔ اُنھوں نے اُس وقت میری مدد کی جب مجھے سہارے کی ضرورت تھی۔ جب میرے پاس کچھ نہ تھا تو اُنھوں نے مال و دولت سے میری مدد کی۔"

ایک موقعے پر پیارے نبیؐ نے فرمایا:

"خدیجہؓ اُمت کی سب سے اچھی خاتون ہیں۔"

پیارے نبیؐ سے حضرت خدیجہؓ کی چھے اولادیں ہوئیں۔ دو بیٹے اور چار بیٹیاں۔ بیٹوں کے نام قاسمؓ اور عبداللہؓ تھے۔ دونوں کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمِ کلثوم اور حضرت فاطمہؓ زہرا بیٹیاں تھیں۔

اللہ کی ہزاروں رحمتیں ہوں اُمُّ المومنین حضرت خدیجہؓ اور اُن کی پاک باز اولاد پر۔

● ———— (ابوالمجاہد زاہد)

اُمُّ المومنین : مسلمانوں کی ماں۔ پیارے نبیؐ کی پاک بیویوں کو "اُمّہاتُ المومنین" (مسلمانوں کی مائیں) کہا جاتا ہے۔ (اُمّ: ماں)

لفظ	معنی	لفظ	معنی
مُعزّز	عزت دار	طاہرہ	پاک صاف رہنے والی
قابلِ اعتماد	جس پر بھروسا کیا جا سکے	معاوضہ	عوض، بدلہ، مزدوری
ہامی بھرنا	مان لینا، اقرار کر لینا	معاملہ طے ہو جانا	بات پکی ہو جانا
ہم راہی	سفر کا ساتھی	سلوک	برتاؤ
پاک باز	نیک		

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- بی بی خدیجہؓ کو لوگ طاہرہ کیوں کہتے تھے؟

۲- بی بی خدیجہؓ نے اپنے کاروبار کے سلسلے میں حضرت محمدؐ سے کیا کہا؟

۳- میسرہ نے حضرت محمدؐ کے بارے میں بی بی خدیجہؓ کو کیا باتیں بتائیں؟

۴- نکاح کے وقت حضورؐ اور بی بی خدیجہؓ کی عمریں کیا تھیں؟

۵- عورتوں میں سب سے پہلے پیارے نبیؐ پر کون ایمان لایا؟

۶- اُمّ المومنین حضرت خدیجہؓ نے پیارے نبیؐ کی کس کس طرح مدد کی؟

۲- قوسین میں دیے ہوئے الفاظ میں سے صحیح لفظ چن کر خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- بی بی خدیجہ مکّے کے دولت مند تاجر..........کی بیٹی تھیں۔ (خالد، خویلد، طاہر)

۲- نکاح کے وقت حضرت محمدؐ کی عمر..........سال تھی۔ (چالیس، پچیس، پچاس)

۳- نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر .... سال تھی۔ (پچیس، پچاس، چالیس)

۴- خدیجہؓ اُمت کی سب سے .... خاتون ہیں۔ (خوب صورت، غریب، اچھی)

۳- نیچے لکھے ہوئے جملوں کو درست کیجیے:

۱- ہوا روانہ قافلہ تجارتی شام کے لیے جب

۲- ساتھ اُس کے کرتے سلوک بھائیوں جیسا آپؐ

۳- کیا قبول اسلام پہلے سب سے

مندرجہ ذیل فقروں پر غور کیجیے:

(۱) سچا دین (۲) نیک لڑکا (۳) چھوٹا آدمی (۴) میٹھا آم

ان فقروں میں دین کے لیے ''سچا''، لڑکے کے لیے ''نیک''، آدمی کے لیے ''چھوٹا'' اور آم کے لیے ''میٹھا'' کہا گیا ہے۔ یہ سچا، نیک، چھوٹا اور میٹھا ایسے الفاظ ہیں جو دین، لڑکا، آدمی اور آم کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ کیسا ہے، انھیں صفت کہتے ہیں۔

صفت: جس لفظ سے کسی اسم کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ کیسا ہے اُسے صفت کہتے ہیں۔

موصوف: جس اسم کے بارے میں یہ بتایا جائے کہ وہ کیسا ہے اسے موصوف کہتے ہیں۔

جیسے سچا دین، نیک لڑکا، چھوٹا آدمی اور میٹھا آم میں دین، لڑکا، آدمی اور آم موصوف ہیں اور سچا، نیک، چھوٹا، میٹھا صفت ہیں۔

☆ درج ذیل فقروں میں صفت اور موصوف کو پہچان کر (دیے ہوئے خاکے کے مطابق) اپنی کاپی میں لکھیے:

(۱) پاک کتاب (۲) تجارتی کاروبار (۳) سخت لہجہ (۴) سب سے اچھی خاتون (۵) لال ٹماٹر (۶) اونچی مسجد

	فقرے	صفت	موصوف
(۱)	پاک کتاب	پاک	کتاب
(۲)	....	....	....

۱۴

لومڑی کا انصاف
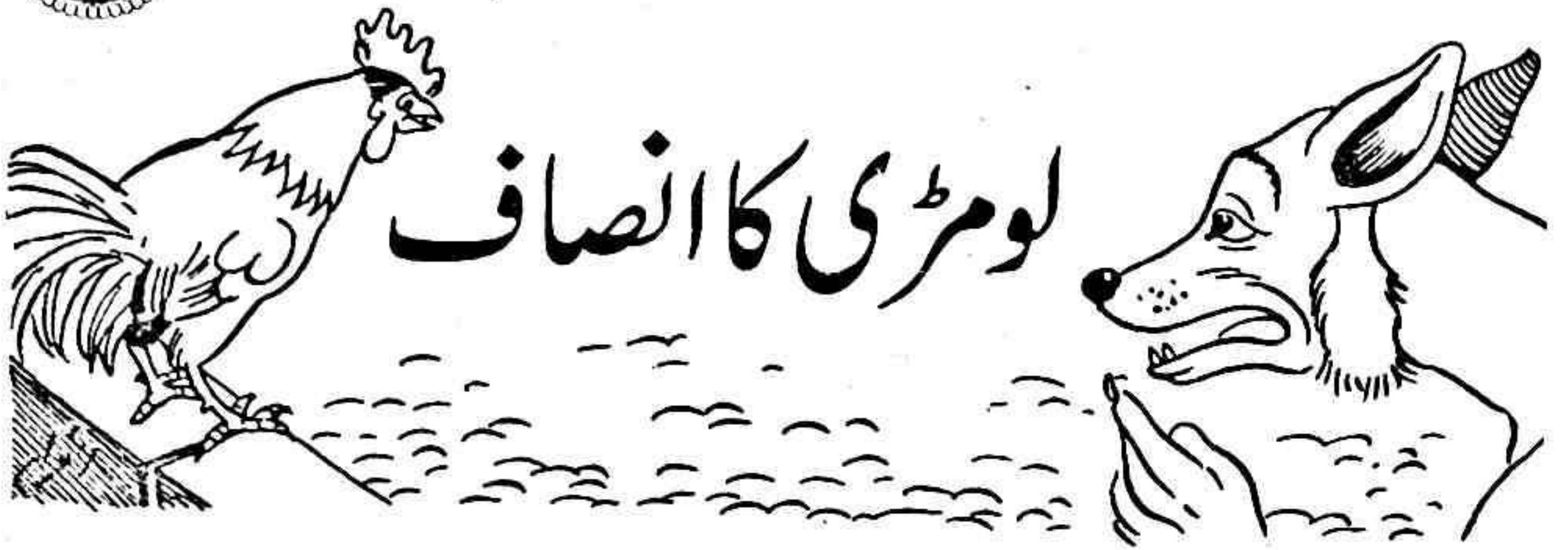
وہ اِک لومڑی تھی، بڑی ہوشیار — کیا ایک مرغے کو اُس نے شکار
مگر جان لینے سے پہلے ذرا — یہ سوچا، بہانہ بناؤں میں کیا
کہ ہو جائے مجھ پر یہ مُرغا حلال — چلی اُس نے یہ سوچ کر ایک چال
کہا: ”تجھ کو کھانے سے پہلے ضرور — بتاؤں گی میں تجھ کو، تیرا قصور
دکھاتا ہے تُو اپنی بانگوں کا زور — سویرے سے پہلے ہی کرتا ہے شور
بنا ہے سبھی کے لیے تُو عذاب — تُو کرتا ہے لوگوں کی نیندیں خراب“
کہا مرغ نے: ”یہ تو بہتان ہے — سمجھ پر تری، عقل حیران ہے
تجھے بھی تو معلوم ہوگی یہ بات — مری بانگ پر ختم ہوتی ہے رات
حقیقت تو یہ ہے کہ میری اذاں — یہ پیغام دیتی ہے، اے مہرباں!
”گئی رات، اے سونے والو! اُٹھو — اُٹھو اور اللّٰہ کا نام لو
وہی، جو بناتا ہے دن اور رات — عبادت کے لائق ہے بس اُس کی ذات“
اب اِنصاف سے تو ہی کر فیصلہ — بھلا بانگ سے میری، نقصاں ہے کیا؟“

ہوا لومڑی پر نہ کچھ بھی اَثر وہ چلّا کے بولی کہ "بک بک نہ کر
ترے ظلم کی بس یہی ہے سزا بنالوُں تجھے آج کا ناشتہ"
یہ کہہ کر اُسے کھا گئی وہ ذلیل نہ کام آئی مرغے کی کوئی دلیل
مجاہد! یہ دنیا کا دستور ہے کسی کا مقوّلہ بھی مشہور ہے

"کیا ظلم ، مظلوم پر بے حساب
ہوئی جب بھی ظالم کی نیت خراب"

● (مجاہد لکھیم پوری)

معانی واشارات

شکار کیا	:	پکڑا، دبوچا
حلال ہوجائے	:	یعنی اس کا کھالینا جائز ہوجائے
قصوُر	:	خطا، گناہ، جرم
بانگوں	:	(واحد: بانگ) آواز، مرغے کی آواز

عذاب	:	وبال، مصیبت	بہتان	:	جھوٹا عیب لگانا، تہمت
حقیقت	:	سچائی	اَذاں	:	مراد: بانگ
پیغام	:	خبر	عقل حیران ہونا	:	حیرت ہونا، تعجب ہونا
بے حساب	:	بہت زیادہ، بے انتہا	دستوُر	:	رسم، رواج، طریقہ
ظالم	:	ظلم کرنے والا، زیادتی کرنے والا	نیّت	:	ارادہ
ذلیل	:	بے غیرت، پاجی	دلیل	:	حجت، ثبوت
مقوّلہ	:	قول، بات، کہاوت			

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- مرغے کو کس نے شکار کیا؟

۲- چالاک لومڑی نے مرغے کو اُس کا کیا قصور بتایا؟

۳- مرغے نے لومڑی کو کیا جواب دیا؟

۴- مرغے کی باتوں کا لومڑی پر کیا اثر ہوا، اور اُس نے کیا کیا؟

۵- جب ظالم کی نیت خراب ہوتی ہے تو وہ کیا کرتا ہے؟

۲- حصہ الف اور حصہ ب کے مصرعوں کو ترتیب سے جوڑ کر شعر مکمل کیجیے:

الف	ب
(۱) وہ ایک لومڑی تھی، بڑی ہوشیار	اُٹھو اور اللہ کا نام
(۲) گئی رات، اے سونے والو! اٹھو	بنالوں تجھے آج کا ناشتہ
(۳) وہی، جو بناتا ہے دن اور رات	وہ چلاّ کے بولی کہ بک بک نہ کر
(۴) ہوا لومڑی پر نہ کچھ بھی اثر	عبادت کے لائق ہے بس اُس کی ذات
(۵) ترے ظلم کی بس یہی ہے سزا	کیا ایک مرغے کو اس نے شکار

کچھ اور کام

اس کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

محنت ہی دولت ہے

ایک گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا۔ اُس کے پانچ بیٹے تھے۔ سب کے سب کام چور اور کاہل تھے۔ کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ کسان انھیں بہت سمجھاتا اور محنت مشقت سے کھیتی باڑی کرنے پر اُبھارتا لیکن ان کے کان پر جُوں نہ رینگتی، نہ وہ کسان کی نصیحتوں پر کان دَھرتے۔ ایک مرتبہ کسان سخت بیمار پڑا۔ اُس نے اپنے پانچوں لڑکوں کو بلایا اور کہا:

"میرے پیارے بیٹو! ایسا لگتا ہے کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے۔ میں تم کو ایک راز کی بات بتانا چاہتا ہوں۔ دیکھو! میں نے آم کے باغ میں کسی درخت کے نیچے ایک خزانہ چھپا رکھا ہے۔ میرے مرنے کے بعد تم اُسے کھود کر نکال لینا۔"

بیٹوں نے پوچھا: "کِس درخت کے نیچے، ابا جان؟"

"یہ میں بھول گیا۔" کسان نے جواب دیا۔

ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ اُس کی رُوح پرواز کر گئی۔ کسان کی موت کے دوسرے ہی دن اس کے بیٹوں نے خزانے کی تلاش شروع کر دی۔ ہر درخت کے نیچے کھود ڈالا لیکن کہیں خزانہ نہ ملا۔ آخر وہ تھک کر چوُر ہو گئے۔ اچانک اُن کی نظر باغ کے ایک سوکھے ہوئے درخت پر پڑی۔ ایک وہی درخت بچ گیا تھا۔ کسان کے بیٹوں نے کبھی اتنی محنت نہ کی تھی، لیکن خزانے کے لالچ نے اُن کے اندر ایک طاقت پیدا کر دی۔ وہ اُٹھے اور اُس پیڑ کے نیچے کھودنے لگے۔ اچانک پھاوڑا کسی دھات سے ٹکرایا اور جھناکے کی زوردار آواز آئی۔ سب خوشی کے مارے چلّا اٹھے: ''مل گیا، مل گیا، خزانہ مل گیا۔'' کچھ اور کھودنے پر واقعی درخت کے نیچے سے پیتل کا ایک گھڑا نکلا۔ سب خوشی خوشی اسے گھر لے آئے اور اُسے کھول کر دیکھا، مگر اُس کے اندر سونا چاندی اور روپیہ پیسہ کچھ بھی نہ تھا۔ بس ایک خط نکلا جو اُن کے باپ نے لکھا تھا:

''میرے پیارے بچو! اللہ تمھیں خوش رکھے۔ خزانہ نہ پاکر تمھیں بہت غصہ آئے گا اور بہت رَنج ہوگا، لیکن تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرا یہ خط خزانے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ اگر تم میری اِن نصیحتوں پر عمل کرو گے تو دنیا میں بھی کام یاب رہو گے اور اِن شاءاللہ آخرت میں بھی جنت پاؤ گے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ اللہ کی مرضی پر چلنا اور نیک کام کرنا۔ دوسری بات یہ کہ تم لوگ بہت کاہل اور نِکّمے ہو۔ جس طرح تم نے خزانہ تلاش کرنے کے لیے آج باغ میں محنت کی ہے، اِسی طرح اگر جی لگا کر کاشت کاری کرو گے تو اللہ تم کو ضرور محنت کا پھل دے گا۔

جو لوگ محنت و مشقت کرنے سے بھاگتے ہیں وہ ہمیشہ مُفلِس اور مُحتاج رہتے ہیں۔ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہیں۔ اگر تم لوگ عزّت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو خوب محنت کرو۔ محنت ہی دولت ہے۔"

پانچوں بیٹوں نے اس خط کو پڑھا اور پھر زندگی بھر باپ کی ان نصیحتوں پر عمل کرتے رہے۔

چوں کہ ان لوگوں نے پوٗرا باغ کھود ڈالا تھا اور زمین نرم ہو گئی تھی، اِس لیے جب بارش ہوئی تو باغ خوٗب ہرا بھرا ہو گیا، فصل بہت اچھی ہوئی، باغ پھلوں سے لد گیا اور پھلوں کو بیچنے سے انھیں بہت زیادہ آمدنی ہوئی۔ اگر وہ محنت سے جی چراتے، باغ کی کھدائی نہ کرتے تو فصل اچھی نہ ہوتی اور آمدنی بھی کم ہوتی۔

سچ ہے، جو لوگ محنت کرتے ہیں، اُن کو اللہ تعالیٰ عزّت بھی دیتا ہے اور دولت بھی۔ کاہل اور کام چور لوگ ہمیشہ ناکام و نامراد رہتے ہیں۔

(منظور فاخر)

کام چور	:	کام کاج سے بچنے والا
کان پر جوں نہ رینگنا	:	کہا نہ ماننا، پروا نہ کرنا
کان نہ دھرنا	:	غور سے نہ سننا، توجہ نہ دینا
آخری وقت	:	موت کے قریب کا وقت

راز	:	بھید چھپی ہوئی بات
رُوح پرواز کر جانا	:	جان نکل جانا، مر جانا
تھک کر چوُر ہونا	:	بہت تھک جانا
کاشت کاری	:	کھیتی باڑی
فصل	:	پیداوار، پھل آنا
آمدنی ہونا	:	دام ملنا، پیسے ملنا
جی چرانا	:	کسی کام سے بچتے پھرنا
نامراد	:	ناکام، بدنصیب

۱- جواب دیجیے:

۱- کسان کے پانچوں بیٹے کیسے تھے؟

۲- کسان نے اپنے بیٹوں کو راز کی کیا بات بتائی؟

۳- کسان کی موت کے بعد لڑکوں نے کیا کیا؟

۴- سوکھے درخت کے نیچے کھودنے پر کیا نکلا؟

۵- باپ نے اپنے خط میں کیا لکھا تھا؟

۶- کون سے لوگ ناکام و نامراد رہتے ہیں؟

۷- ''محنت ہی دولت ہے'' کا کیا مطلب ہے؟

۲- قوسین میں سے مناسب لفظ چن کر خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- سب کے سب کام چور اور............ تھے۔ (کامل، جاہل، کاہل)

۲- میرا آخری............ آ گیا ہے۔ (دن، وقت، زمانہ)

۳- کسان اُنھیں بہت سمجھاتا اور محنت و مشقت پر............۔ (للکارتا، اُبھارتا، پھٹکارتا)

۴- لیکن اُن کے کان پر............ نہ رینگتی۔ (جوُں، مکڑی، مکھی)

۵- اگر تم محنت کرو گے تو اللہ تم کو ضرور محنت کا............ دے گا۔ (روپیہ، پھول، پھل)

۳- نیچے لکھے ہوئے محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) کان پر جوُں نہ رینگنا (۲) کان نہ دھرنا (۳) روح پرواز کر جانا (۴) تھک کر چوُر ہونا

۴- مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

لفظ	خوشی	لڑکے	مرنا	آخرت	جنت	عزت	نرم
ضد	غم						

۵- اِس سبق سے آٹھ اِسم تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیے:

پیارے نبیؐ کے پیارے ساتھی حضرت عثمانِ غنیؓ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ تھے۔ وہ اُن دس خوش نصیب صحابہؓ میں شامل ہیں، جنھیں پیارے نبیؐ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی خوش خبری دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہؓ ان سے بیاہی تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو پیارے نبیؐ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِّ کلثومؓ کو ان کے نکاح میں دے دیا۔ چوں کہ پیارے نبیؐ کی دو صاحب زادیوں کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تھی، اس لیے ان کو ذُوالنّورین کہتے ہیں۔ ذوالنورین کے معنیٰ دو نور والے کے ہیں۔

حضرت عثمانؓ مکے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ کپڑے، غلے اور دوسری چیزوں کی تجارت کرتے تھے۔ اللہ نے ان کو بہت دولت دی تھی، لیکن اُنھیں کو اپنی دولت پر گھمنڈ بالکل نہ تھا۔ وہ اپنی دولت، دین کے کاموں پر صرف کرتے تھے۔ غریبوں، محتاجوں اور دوسرے ضرورت مندوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ اسی دولت اور سخاوت کی وجہ سے ان کا لقب غنی ہوگیا، 'غنی' کے معنیٰ 'مال دار' کے ہیں۔

جب مسلمان مکے سے ہجرت کر کے مدینے پہنچے، اُس وقت مدینے میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا، جس کا نام "بیر رومہ" تھا۔ اُس کنویں کا مالک ایک یہودی تھا۔ وہ بغیر پیسے لیے کسی کو پانی بھرنے نہ دیتا تھا۔ اِس وجہ سے مسلمانوں کو پانی کی بڑی تکلیف تھی۔

ایک دن پیارے نبیؐ نے صحابہؓ سے فرمایا: "جو شخص اِس کنویں کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے اور مسلمانوں کو پانی کی تکلیف سے بچالے، اُسے جنت ملے گی۔" یہ سن کر حضرت عثمانؓ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کنویں کے مالک کے پاس پہنچے اور اُس سے کہا: "میں تمھارا کنواں خریدنا چاہتا ہوں۔ بولو، کیا قیمت لوگے؟" پہلے تو اُس یہودی نے کنواں فروخت کرنے سے انکار کیا، لیکن جب حضرت عثمانؓ نے منہ مانگی قیمت دینے کا وعدہ کیا تو وہ اِس شرط پر آدھا کنواں بیچنے پر راضی ہو گیا کہ ایک دن پانی لینے کی باری آپ کی ہوگی اور دوسرے دن میری۔ حضرت عثمانؓ نے یہ شرط منظور کر لی اور بارہ ہزار درہم میں آدھا کنواں خرید لیا۔

جس دن کنویں سے پانی لینے کی باری حضرت عثمانؓ کی ہوتی تھی، اُس دن مسلمان اتنا پانی بھر لیتے تھے جو دو دن کے لیے کافی ہوتا تھا۔ دوسرے دن جب کنویں کے مالک کی باری ہوتی تو کوئی پانی خریدنے نہ آتا۔ یہودی کی آمدنی بہت کم ہو گئی۔ مجبور ہو کر اُس نے اپنا آدھا کنواں بھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اِس طرح انھوں نے بیس ہزار درہم میں پورا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا اور اُنھیں پانی کی تکلیف سے بچا لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے میں مدینے میں بڑا سخت قحط

پڑا۔ لوگ دانے دانے کو ترس گئے۔ ایک دن حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلّے سے لدے پھندے باہر سے آئے۔ غلے کے سوداگران کے پاس پہنچے اور ڈیوڑھی دونی قیمت دے کر غلہ خریدنا چاہا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: "میں ایک درہم کے مال پر دس درہم منافع لوں گا۔ کیا تم اِس بھاؤ خرید سکتے ہو؟" اُنھوں نے کہا: "نہیں۔" حضرت عثمانؓ نے فرمایا: "تو پھر گواہ رہو کہ میں نے کل غلہ مدینے کے غریبوں اور ضرورت مندوں کو صدقہ کر دیا۔ اِس صدقے کا بدلہ اللہ مجھے ایک درہم پر دس درہم کے حساب سے دے گا۔" کتنے سخی تھے حضرت عثمانؓ۔ اس سخاوت اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر مال خرچ کرنے کی وجہ سے بھی مسلمان اُن سے بہت محبت کرتے تھے۔

ایک دِن کی بات ہے، حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے کوئی بڑا قصور کیا۔ غصے میں آ کر وہ اُس کے کان اُمیٹھنے لگے۔ غلام کی زبان سے ایک آہ نکل گئی۔ غلام کی آہ سنتے ہی حضرت عثمان لرز گئے بڑی دیر تک کسی گہری سوچ میں بیٹھے رہے۔ پھر فرمایا: "خدا کے بندے! تمھاری آہ سے میرا دل لرزنے لگا ہے۔ یہاں آؤ اور جس طرح میں نے تمھارے کان مروڑے تھے، اُسی طرح تم بھی میری گوش مالی کر کے اپنا بدلہ لے لو۔ میں قیامت کے دن سے ڈرتا ہوں، اللہ کی پکڑ سے گھبراتا ہوں۔ تم بدلہ لے کر معاف کر دو گے تو قیامت کے دن میں اللہ کی پکڑ سے بچ جاؤں گا۔"

غلام بولا: "حضرت! مجھ سے یہ بے ادبی نہ ہوگی۔ میں بھی تو قصور وار ہوں۔ میں بھی اللہ سے ڈرتا ہوں، اُس کی پکڑ سے گھبراتا ہوں۔ اگر آپ جیسے مالک سے ایسی بے ادبی کروں تو ڈر ہے، کہیں قیامت کے دن میں پکڑا نہ جاؤں۔

کہیں اللہ مجھے بے ادبی کی سزا نہ دے۔'' یہ سن کر حضرت عثمانؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ رونے لگے اور غلام کو فوراً آزاد کر دیا۔ اللہ سے اتنا ڈرتے تھے حضرت عثمان غنیؓ۔

حضرت عثمانؓ فرمایا کرتے تھے:

''مجھے دنیا میں تین چیزیں بہت پسند ہیں:

۱- قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا،

۲- بھوکوں کو کھانا کھلانا اور

۳- اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرنا۔''

(ابوالمجاہد زاہد)

معانی و اشارات

لقب	:	وہ نام جو کسی خاص خوبی کی وجہ سے پڑ گیا ہو
صاحب زادیاں	:	(واحد: صاحب زادی) بیٹیاں
صرف کرنا	:	خرچ کرنا
وقف کرنا	:	خدا کی راہ میں دے دینا
قحط	:	کال، خشک سالی، سوکھا پڑنا
صدقہ کرنا	:	خیرات کرنا، خدا کے نام پر دے دینا
ضرورت مند	:	غریب، حاجت مند
گوش مالی کرنا	:	کان اُمیٹھنا، کان مروڑنا

۱- جواب دیجیے:

۱- حضرت عثمانؓ کو "ذُوالنّوْرَین" کیوں کہا جاتا ہے؟

۲- حضرت عثمانؓ کا لقب "غنی" کس وجہ سے پڑا؟

۳- کنویں کے مالک کو پورا کنواں کیوں بیچنا پڑا؟

۴- حضرت عثمانؓ نے ڈیوڑھی دونی قیمت پر اپنا غلہ بیچنے سے کیوں انکار کر دیا؟

۵- حضرت عثمانؓ نے غلام سے کیا کہا؟

۶- غلام نے حضرت عثمانؓ کو کیا جواب دیا؟

۷- دنیا میں کون سی تین چیزیں حضرت عثمانؓ کو بہت پسند تھیں؟

۲- نیچے کے الفاظ استعمال کر کے جملے بنائیے:

(۱) انتقال ہونا (۲) صرف کرنا (۳) فروخت کرنا (۴) تلاوت کرنا (۵) گوش مالی کرنا

۳- اِس سبق میں تلاش کر کے پانچ پانچ اسمِ خاص اور اسمِ عام اپنی کاپی میں لکھیے۔

۴- "جان دار"۔ یہ لفظ دو لفظوں جان اور دار سے مِل کر بنا ہے۔ اِس کے معنی ہیں، جان رکھنے والا۔
اسی طرح چار ایسے الفاظ بنائیے جن کے آخر میں دار آتا ہو:

(۱)............دار (۲)............دار (۳)............دار (۴)............دار
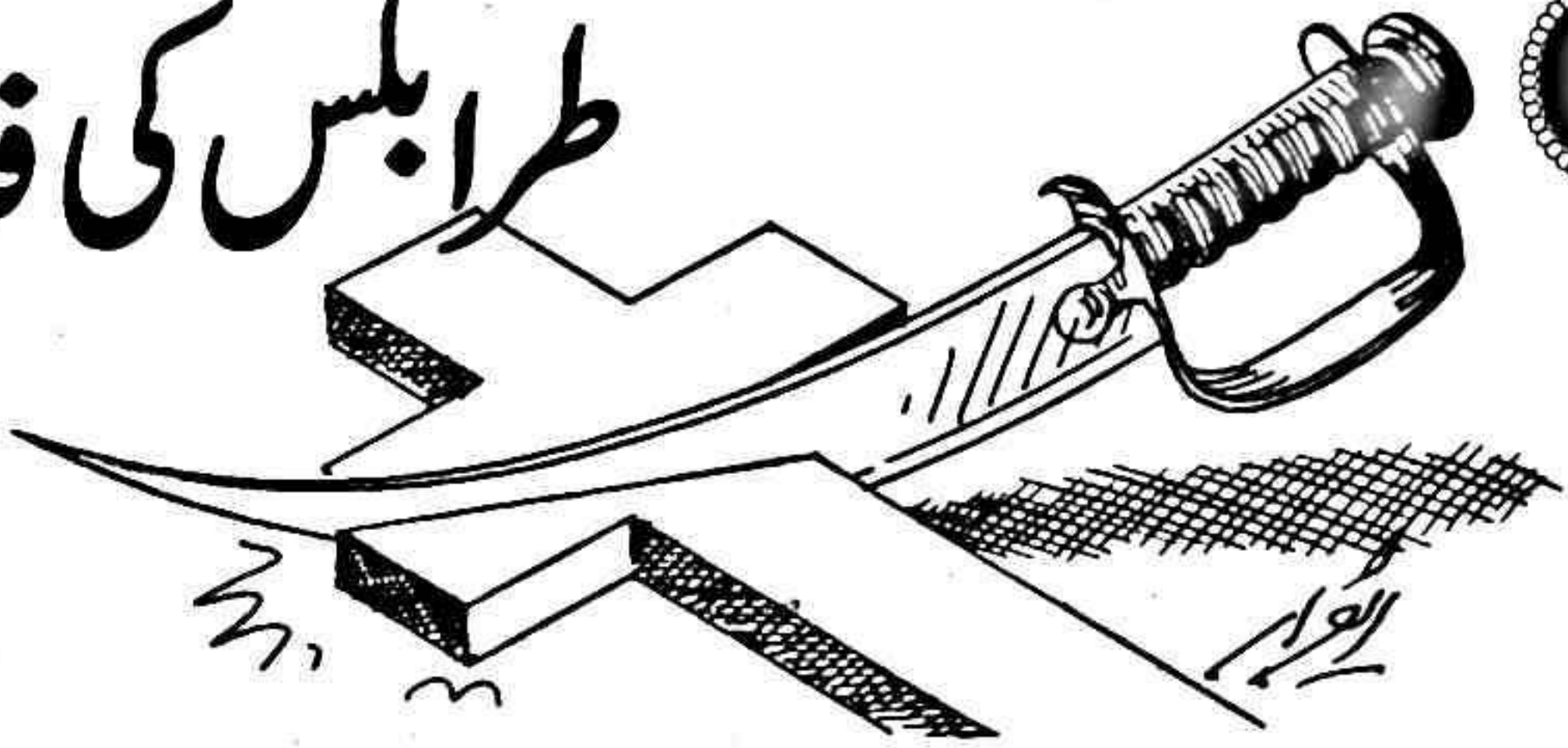
۱۷ طرابلس کی فاطمہ

''رضیہ، نبیلہ، فیصل، سب بچے آ گئے؟'' دادی اماں نے پوچھا۔

''جی ہاں! سب آ گئے۔ آپ طرابلس کی فاطمہ کا قصہ سنانے والی تھیں۔ سنائیے۔''

''اچھا تو ذرا قریب آ جاؤ۔ سنو! جو قصہ میں تمھیں سنانے والی ہوں وہ ۱۹۱۲ء کا ہے۔ میں اُس وقت دس سال کی تھی۔ اب دیکھو کتنی بوڑھی ہو گئی ہوں، اسّی برس کی۔ ہاں، تو ہوا یہ کہ اُس زمانے میں اٹلی کے عیسائی بادشاہ اور ترکوں میں بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ یہ لڑائی طرابلس کے میدان میں ہوئی تھی۔ طرابلس میں ترکوں کی حکومت تھی۔ اٹلی کے بادشاہ نے ایک بڑی فوج کے ساتھ ترکوں پر چڑھائی کر دی تھی۔

اُس وقت طرابلس کے گورنر انور پاشا تھے۔ انور پاشا تھے تو بڑے بہادر لیکن اُن کے پاس فوج بہت تھوڑی سی تھی۔ اُنھوں نے آس پاس کے مسلمانوں سے مدد مانگی۔ مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر مدد بھیجی۔ کسی نے روپیہ بھیجا، کسی نے لڑائی کا سامان۔ بہت سے لوگ سپاہی بن بن کر پہنچے کہ دشمنوں سے مرتے دم تک

لڑیں گے، لڑتے لڑتے جان دے دیں گے۔ اِنھی لوگوں میں سنوسی قبیلے کے کئی جوان بھی شامل تھے۔ اُسی قبیلے کے ایک بہادر آدمی عبداللہ اپنی بیوی اور بچی فاطمہ کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوئے۔ اُنھوں نے اپنے گھر کا سارا سامان انور پاشا کو دے دیا اور خود سپاہیوں میں شامل ہو گئے۔ عبداللہ کی بیوی مریضوں کی تیمارداری میں ماہر تھیں، اسپتال میں کام کرنے لگیں۔ میدانِ جنگ میں زخمی سپاہیوں کو پانی پلانے کا کام فاطمہ نے اپنے ذمے لے لیا۔ وہ اُس وقت گیارہ برس کی تھی۔ بڑی بہادر تھی، اپنی کمر میں ایک چھوٹی سی تلوار بھی لگائے رہتی تھی۔"

"دادی اماں! فاطمہ تلوار چلانا بھی جانتی تھی؟" رضیہ نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں بیٹی! اُس نے اپنے والد سے تلوار چلانا بھی سیکھا تھا۔ طرابلس کی لڑائی کے واقعات سننے کے لائق ہیں۔ ایک دن گھمسان کی لڑائی ہوئی اور دن بھر ہوتی رہی۔ شام کو جب لڑائی بند ہوئی تو اتنا وقت نہیں تھا کہ شہیدوں اور زخمیوں کو انور پاشا اُٹھوا سکتے۔ وہ جتنے بہادر تھے، اتنے ہی مسلمانوں کے خیر خواہ بھی تھے۔ اُنھیں یہ خیال ستانے لگا کہ رات ہو جانے سے مسلمان اپنے شہیدوں اور زخمیوں کو اُٹھا نہ سکے۔ اُنھیں نیند نہ آئی۔ پھر وہ کچھ سوچ کر اُٹھے، تلوار کمر میں لگائی، ٹارچ ہاتھ میں لی اور باہر نکلے۔"

"دادی اماں! اتنی رات گئے وہ کہاں جا رہے تھے؟" فیصل نے پوچھا۔

"ٹھہرو! سب کچھ بتاتی ہوں۔ وہ لڑائی کے میدان میں پہنچے اور ٹارچ کی روشنی میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ ایک جگہ اُنھوں نے ایک لڑکی کو دیکھا۔ وہ زخمیوں اور شہیدوں کے بیچ جھکی ہوئی تھی۔ انور پاشا اُدھر بڑھے۔ لڑکی نے پلٹ کر دیکھا

اور بولی: ''السلام علیکم''

''فاطمہ! تو یہاں؟'' انور پاشا ہکا بکا رہ گئے۔ ''یہاں کیا کر رہی ہے؟ تجھے معلوم ہے، تیرے والد شہید ہو چکے ہیں؟''

''جی ہاں! معلوم ہے۔'' فاطمہ نے اطمینان سے کہا۔

''تجھے غم نہیں؟'' انور پاشا نے تعجب سے پوچھا۔

''وہ خود اپنی شہادت کی دُعا کیا کرتے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے ابا کو شہادت نصیب ہوئی۔'' فاطمہ بولی۔

''تجھے ڈر نہیں کہ اٹلی کا کوئی سپاہی تجھے پکڑ لے جائے گا؟'' انور پاشا نے پوچھا۔

''یہ دیکھیے، میرے پاس تلوار ہے۔ میں دشمن کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔'' بہادر فاطمہ بول اُٹھی۔

''مگر یہاں کیوں آئی؟ باپ کی لاش ڈھونڈ رہی ہے؟'' انور پاشا نے سوال کیا۔

''میں یہاں زخمیوں کو پانی پلانے آئی ہوں۔ یہ دیکھیے، میری چھاگل۔'' فاطمہ نے سکون سے جواب دیا۔

یہ سن کر انور پاشا رو پڑے۔

دوسرے دن زخمیوں اور شہیدوں کو میدانِ جنگ سے اُٹھوایا گیا۔ فاطمہ کے والد عبداللہ کو بھی شہیدوں کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔''

بچے یہ قصہ اِس طرح سن رہے تھے، جیسے اُن کے بدن کا رُواں رُواں کان بن گیا ہو۔ دادی اماں کہہ رہی تھیں:

”پھر ایک دن دشمنوں نے ترکی کے اسپتال پر گولے برسائے۔ فاطمہ کی ماں بھی شہید ہوگئی۔ ماں کی شہادت پر بھی فاطمہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ “اے اللہ! مجھے بھی شہادت نصیب کر” فاطمہ نے دل ہی دل میں دُعا کی۔ یہ دُعا کر کے اُس نے سرخ رومال سر سے باندھا۔ پھر یہ رومال اُس وقت کھلا جب وہ شہید ہوگئی۔ اُس کی شہادت کا واقعہ ایثار و قربانی کی ایک بہترین مثال ہے۔ اِس میں ہمارے لیے بڑی نصیحتیں ہیں۔

اچھا بچو! اب رات زیادہ ہوگئی ہے، سو جاؤ۔ ہم سب کو فجر کی نماز کے لیے اُٹھنا ہے۔“

(مائل خیرآبادی)

معانی و اشارات

طرابلس	:	ایک شہر کا نام۔ آج کل یہ شہر لیبیا کی راج دھانی ہے اور ”تری پولی“ کے نام سے جانا جاتا ہے
اِٹلی	:	یورپ کا ایک ملک
ترک	:	ایک قوم، جس کے سارے لوگ مسلمان ہیں۔
گھمسان کی لڑائی	:	زوردار لڑائی
چڑھائی کرنا	:	حملہ کرنا
تیمارداری	:	بیمار کی دیکھ بھال کرنا
ماہر	:	کسی کام کو اچھی طرح جاننے والا

خیر خواہ : بھلا چاہنے والا

چھاگل : چھوٹی سی مشک

رُواں رُواں کان بن جانا : بہت غور سے سننا

۱- جواب دیجیے:

۱- اٹلی کے بادشاہ اور ترکوں کے بیچ لڑائی کہاں ہوئی؟

۲- مسلمانوں نے انور پاشا کی کس کس طرح مدد کی؟

۳- عبداللہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟

۴- میدانِ جنگ میں فاطمہ نے اپنے ذِمے کیا کام لیا تھا؟

۵- عبداللہ کی بیوی کس کام میں ماہر تھیں؟

۶- فاطمہ کی آخری دعا کیا تھی؟ کیا وہ دعا قبول ہوئی؟

۱- کس نے کہا؟ قوسین میں لکھیے:

۱- یہ قصہ ۱۹۱۲ء کا ہے۔ میں اُس وقت دس سال کی تھی۔ (   ) نے

۲- تجھے معلوم ہے، تیرے والد شہید ہو چکے ہیں؟ (   ) نے

۳- جی ہاں! معلوم ہے۔ (   ) نے

۴- تجھے ڈر نہیں کہ اٹلی کا کوئی سپاہی تجھے پکڑ لے جائے گا؟ (   ) نے

۵- اے اللہ! مجھے بھی شہادت نصیب کر۔ (   ) نے

۶- اچھا، بچو! اب رات زیادہ ہو گئی ہے، سو جاؤ۔ ہم سب کو فجر کی نماز کے لیے اُٹھنا ہے۔ (   ) نے

۳- حروف جوڑ کر لفظ بنائیے اور خوش خط لکھیے :

۱-	ط ر ا ب ل س :	طرابلس
۲-	ف ا ط م ہ :	
۳-	ش ہ ا د ت :	
۴-	ا ی ث ا ر :	
۵-	ن ص ی ح ت :	
۶-	گھ م س ا ن :	

''طرابلس کی فاطمہ'' پر پانچ جملے لکھیے۔

ایک جگنو اور بچہ

سناؤں تمھیں بات اِک رات کی — کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی

چمکنے سے جگنو کے تھا اک سماں — ہوا پر اُڑیں جیسے چنگاریاں

پڑی ایک بچے کی اُن پر نظر — پکڑ ہی لیا ایک کو دَوڑ کر

چمک دار کیڑا جو بھایا اُسے — تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اُسے

وہ جھم جھم چمکتا اِدھر سے اُدھر — پھرا، کوئی رستا نہ پایا مگر

تو غم گین قیدی نے کی التجا — کہ چھوٹے شکاری! مجھے کر رِہا

خدا کے لیے چھوڑ دے، چھوڑ دے — مری قید کے جال کو توڑ دے

بچہ

کروں گا نہ آزاد اُس وقت تک — کہ میں دیکھ لوں دِن میں تیری چمک

جگنو

چمک میری دِن میں نہ دیکھو گے تم — اُجالے میں ہو جائے گی وہ تو گم

بچہ

ارے چھوٹے کیڑے! نہ دے دَم مجھے
کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے

اُجالے میں دن کے کھلے گا یہ حال
کہ اتنے سے کیڑے میں کیا ہے کمال

دُھواں ہے، نہ شعلہ، نہ گرمی، نہ آنچ
چمکنے کی تیرے، کروں گا میں جانچ

جگنوؔ

یہ قدرت کی کاریگری ہے، جناب!
کہ ذرّے کو چمکائے جوں آفتاب

مجھے دی ہے اِس واسطے یہ چمک
کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھٹھک

نہ اَلّھڑ پنے سے کرو پائے مال
سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال

(اسمٰعیل میرٹھی)

معانی واشارات

سماں : منظر، رونق

بھانا : پسند آنا

غم گین : دُکھی، اُداس

التجا : گزارش، فریاد

رہا کرنا : آزاد کرنا، چھوڑ دینا

دَم دینا : دھوکا دینا، جھانسا دینا

واقفیت : جاننا، معلوم ہونا

جوں	:	جیسے، مانند
حال کھلنا	:	حال ظاہر ہونا، پتا چلنا
جانچ کرنا	:	پرکھنا، سچائی معلوم کرنا
کمال	:	خوبی، قابلیت، ہنر
الھڑ پنا	:	نادانی، اناڑی پن
پائے مال کرنا	:	(پامال کرنا) روندنا، برباد کرنا
آدمی کی سی چال چلو	:	یعنی، دوسروں کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا برتاؤ کرو۔

ا- جواب دیجیے:

ا- برسات کی اندھیری رات میں جگنو کے چمکنے سے کیسا سماں نظر آ رہا تھا؟

۲- جگنو کو دیکھتے ہی بچے نے کیا کیا؟

۳- جگنو نے بچے سے کیا التجا کی؟

۴- جگنو کی التجا پر بچے نے کیا جواب دیا؟

۵- بچہ جگنو کی روشنی کو کیوں جانچنا چاہتا تھا؟

٦- ''غم گین قیدی'' اور ''چھوٹے شکاری'' کن کو کہا گیا ہے؟

۷- جگنو نے بچے کو کیا نصیحت کی؟

۲- نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) برسات (۲) غم گین (۳) التجا (۴) بھانا (۵) دَم دینا (۶) پائے مال کرنا

۳- خالی جگہیں پر کیجیے:

(۱) چمک دار کیڑا جو..........اسے تو......میں جھٹ پٹ......اسے

(۲) ارے چھوٹے..........نہ دے..........مجھے کہ ہے..........ابھی کم، مجھے

(۳) یہ قدرت کی..........ہے جناب کہ ذرّے کو چمکائے جوں..........

۴- نیچے لکھے ہوئے لفظوں کی ضد لکھیے:

(۱) رات (۲) اجالا (۳) گرمی (۴) چھوڑنا (۵) توڑنا (۶) آدمی

بچے اور جگنو کے مکالمے کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

تیل کا خزانہ
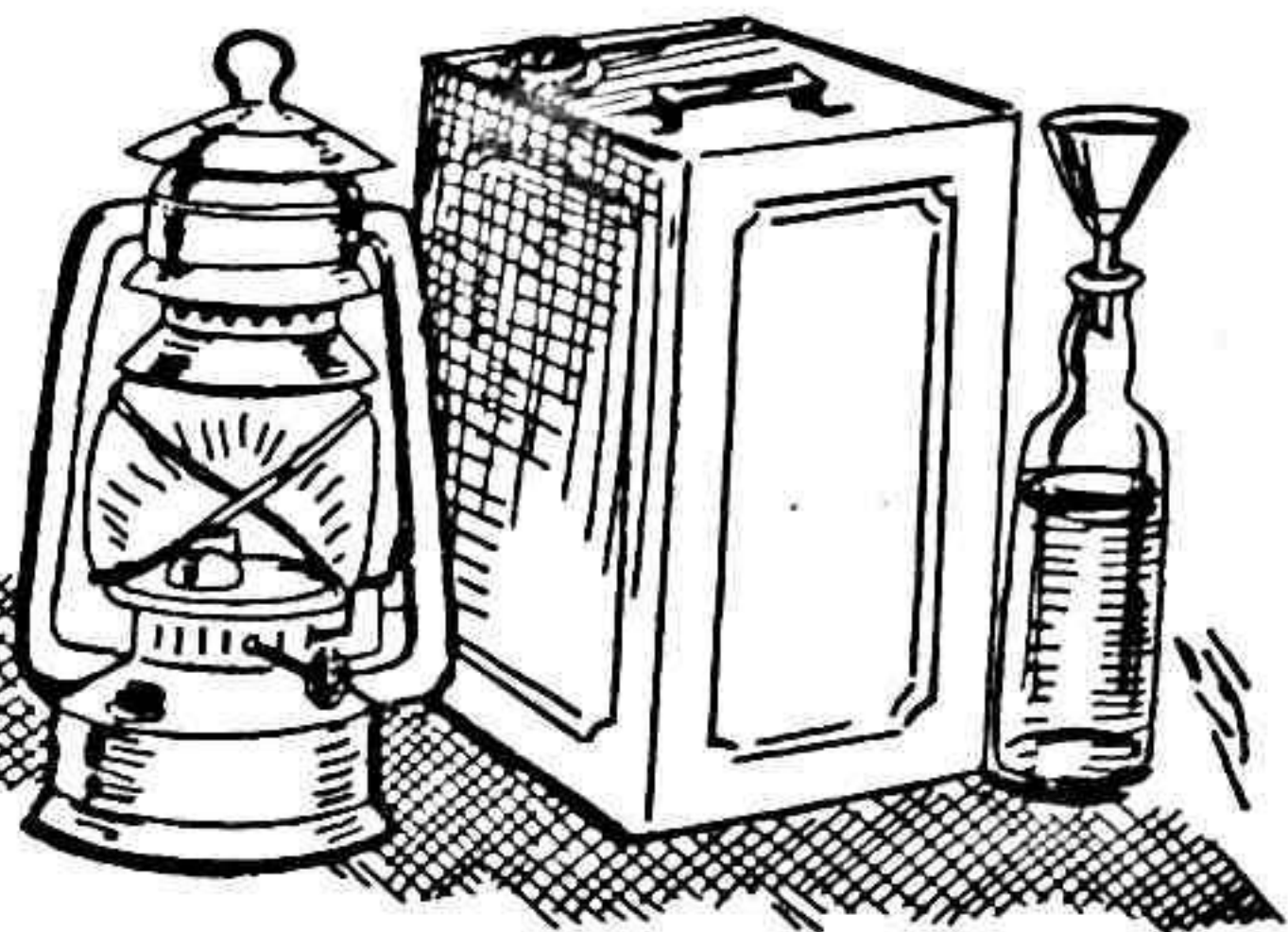
ہماری زمین اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے مالا مال ہے۔ کچھ نعمتیں زمین کے اوپر ہیں جیسے پیڑ پودے، ہوا، روشنی وغیرہ۔ کچھ زمین کے اندر ہیں جیسے سونا، چاندی، لوہا، کوئلہ وغیرہ۔ ایک قیمتی خزانہ اور بھی ہے جو زمین میں چھپا ہوا ہے۔ اسے ''معدنی تیل'' کہتے ہیں۔ یہ تیل بھی بڑے کام کی چیز ہے۔ معدنی تیل عرب ممالک، ایران، امریکہ، روس اور بھارت میں بڑی مقدار میں نکالا جاتا ہے۔

معدنی تیل زمین سے کیسے نکالا جاتا ہے اور اسے کس طرح استعمال کے قابل بنایا جاتا ہے، اس کی کہانی بڑی دل چسپ ہے۔ جہاں زمین سے تیل نکل سکتا ہے، وہاں بہت گہرا کنواں کھود کر ایک مشین کے ذریعے تیل باہر کھینچ لیا جاتا ہے۔ کہیں کہیں تو بس تھوڑی سی کھدائی کرنے پر تیل زمین سے ابلنے لگتا ہے۔ اِسے ''تیل کا چشمہ'' کہتے ہیں۔ تیل کا چشمہ چند گھنٹے بھی جاری رہ سکتا ہے اور چند برس بھی۔

زمین سے جو تیل نکلتا ہے، اُس میں کیچڑ، پانی اور بعض دوسری چیزیں ملی ہوئی

ہوتی ہیں اور اُس کی شکل کیچڑ ملے ہوئے گدلے پانی جیسی ہوتی ہے۔ اسے ''نفت'' یا ''خام تیل'' کہتے ہیں۔ ''نفت'' کو صاف کرنے کے لیے کارخانوں میں بھیجا جاتا ہے۔ تیل صاف کرنے کے کارخانے کو انگریزی میں ''ریفائنیری'' کہتے ہیں۔

جن مقامات پر تیل کافی مقدار میں نکلتا ہے، وہاں سے اُسے بڑی بڑی پائپ لائنوں کے ذریعے بندرگاہوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ بندرگاہوں پر المونیم کے بنے ہوئے بڑے بڑے حوض ہوتے ہیں، جن میں اُسے جمع کیا جاتا ہے۔ یہ حوض ''ٹینک'' کہلاتے ہیں۔ انھیں بند رکھا جاتا ہے۔ ان ٹینکوں سے یہ تیل، بڑے بڑے تیل لے جانے والے جہازوں کے ذریعے سے دوسرے ملکوں اور شہروں کو بھیجا جاتا ہے۔

صاف کیا ہوا تیل ''پٹرول'' کہلاتا ہے۔ جس پٹرول میں بہت زیادہ توانائی اور صفائی ہوتی ہے، وہ ہوائی جہازوں میں ایندھن کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس سے کم توانائی والا پٹرول، کار، موٹر سائیکل، اسکوٹر وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے کم درجے کے تیل کو ''مٹی کا تیل'' کہتے ہیں، جسے عام طور پر گھروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مٹی کے تیل سے کم درجے کا تیل ''ڈیزل'' کہلاتا ہے۔ ڈیزل گاڑھا ہوتا ہے۔ ریل گاڑیوں، ٹرکوں، بسوں اور کارخانوں کی مشینیں وغیرہ چلانے میں ڈیزل کا استعمال کیا جاتا ہے۔

نفت میں سے ایک طرح کی چکنائی بھی نکلتی ہے، جس کو ''گریس'' کہتے ہیں۔ اِسے مشینوں کے پرزوں کو چکنا رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ گریس کو اور زیادہ صاف کرنے سے جو ''گاد'' بچتی ہے اُس سے موم بتیاں اور بعض

دوسری چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ اِن سب کے بعد بچ جانے والا کالا کالا گاڑھا تیل ''تارکول'' کہلاتا ہے۔ تارکول سڑکیں بنانے کے کام آتا ہے۔

معدنی تیل اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔ اِس تیل کی مختلف حالتیں اور شکلیں اور اس سے بننے والی تمام چیزیں ہمارے کام آتی ہیں، کوئی بھی حصہ بے کار نہیں جاتا۔ سچ ہے، خدا نے کوئی چیز بے فائدہ نہیں بنائی۔

(ادارہ)

مالامال : بھری ہوئی

دریافت کرنا : پتا چلانا

خزانہ : وہ جگہ جہاں مال جمع ہو

خام : کچا

توانائی : طاقت، قوت

بندرگاہ : سمندر کے کنارے جہازوں کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (بندر: جہاز، گاہ: جگہ)

مقامات : (واحد: مقام) جگہیں

گاد : تل چھٹ، جو چیز تیل کے نیچے بیٹھ جاتی ہے

تارکول : ڈامر

۱- جواب دیجیے:

۱- زمین کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں رکھی ہیں، اُن میں سے چند کے نام بتائیے۔

۲- معدنی تیل کن کن ملکوں میں پایا جاتا ہے؟

۳- معدنی تیل سے کون کون سی چیزیں حاصل ہوتی ہیں؟

۴- معدنی چیزیں کس کس کام میں آتی ہیں؟

۵- ''نفت'' یا ''خام تیل'' کسے کہتے ہیں؟

۶- تیل صاف کرنے والے کارخانے کو کیا کہتے ہیں؟

۲- مندرجہ ذیل کی ضد لکھیے:

(۱) چھپا ہوا (۲) اندر (۳) اُوپر (۴) خوبیاں (۵) بڑے (۶) عام

۳- **بندرگاہ** دو لفظوں **بندر** اور **گاہ** سے مل کر بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں جہازوں کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ اس میں اصل لفظ **بندر** ہے اس کے بعد **گاہ** بڑھا دیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ بھی مندرجہ ذیل الفاظ کے بعد ''**گاہ**'' بڑھا کر نئے الفاظ بنائیے اور اُنھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(۱) عبادت.......... (۲) عید.......... (۳) درس.......... (۴) چرا..........
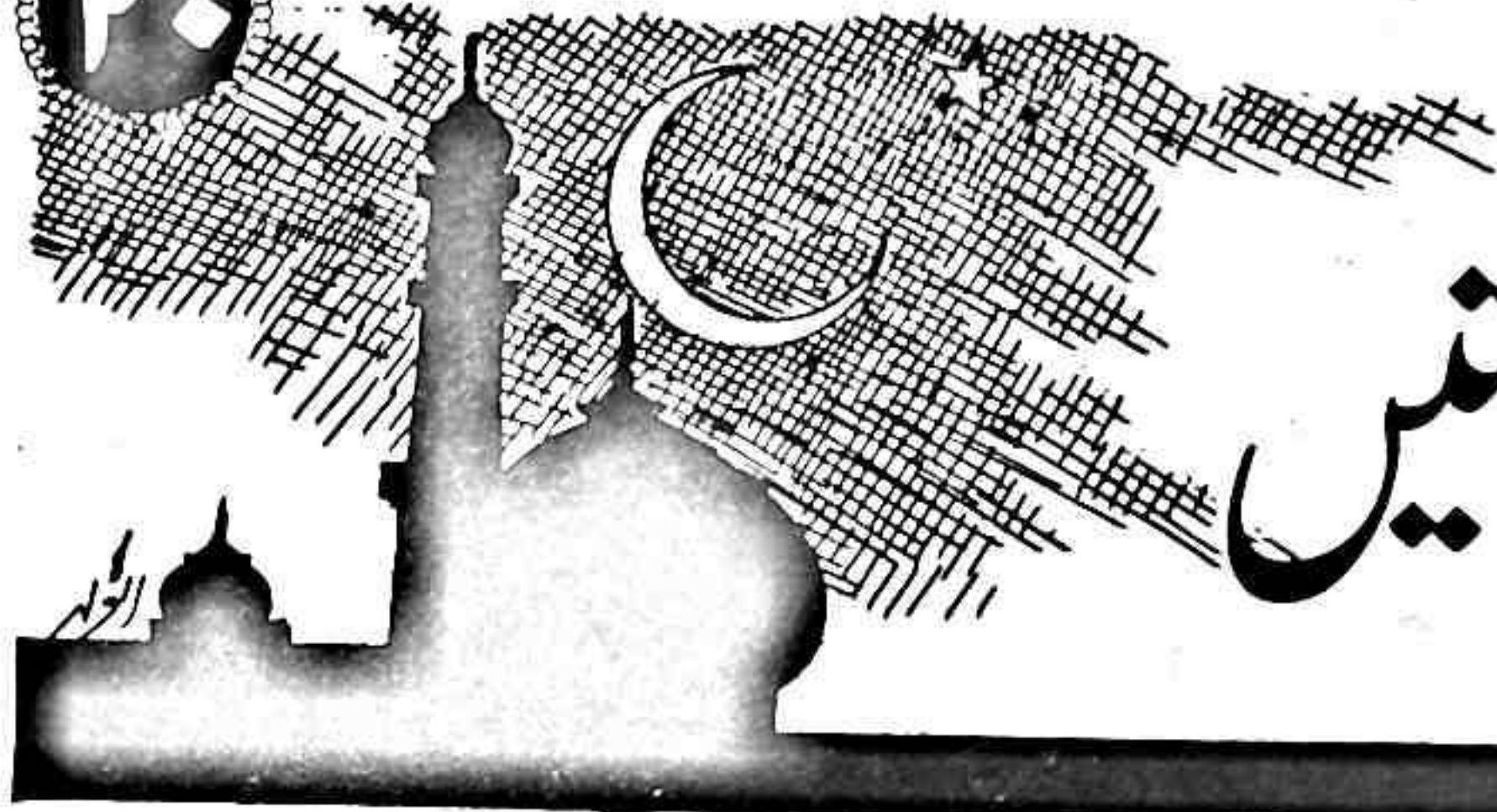
٢٠ چاند کی باتیں

عائشہ : باجی! باجی!! آپ نے کہا تھا نا کہ آپ چاند کے بارے میں بتائیں گی؟ (عائشہ نے اپنی باجی زرینہ سے کہا)

زرینہ : (مسکرا کر عائشہ کو دیکھتے ہوئے) میں تمھیں چاند کے بارے میں ضرور بتاؤں گی۔ لیکن پہلے تم جا کر سب کو بلا لاؤ۔

(تھوڑی دیر میں سب بچے اکٹھا ہو گئے، زرینہ باجی کو سلام کیا اور بیٹھ گئے)

ندیم : باجی! آج آپ ہمیں چاند کے بارے میں بتانے والی ہیں نا؟

زرینہ : ہاں! لیکن پہلے یہ بتاؤ، چودھویں کا چاند تم میں سے کس کس نے دیکھا ہے؟

ندیم : وہ تو ہم سب نے دیکھا ہے۔

زرینہ : اچھا، کیسا ہوتا ہے وہ؟ فریحہ تم بتاؤ۔

فریحہ : گول گول، چمک دار اور خوب صورت۔

زرینہ : ہاں! گول گول، چمک دار اور خوب صورت۔ تم نے صحیح بتایا۔ چودھویں کا چاند پورا چاند ہوتا ہے۔ جس طرح ہم سورج کی روشنی سے فائدہ

اُٹھاتے ہیں، اُسی طرح چاند کی روشنی اور چاندنی رات میں مسافر اپنا راستا طے کرتے ہیں۔ اُس کی ہلکی ہلکی روشنی میں کسان بھی اپنے کھیتوں اور کھلیانوں میں کام کرتے ہیں۔

فرحان: لیکن باجی! یہ چاند کبھی چھوٹا، کبھی بڑا نظر آتا ہے۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟

زرینہ: فرحان! چاند چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا۔

ندیم: تو پھر؟

زرینہ: بات یہ ہے کہ چاند میں اُس کی اپنی روشنی تو ہے نہیں۔ وہ سورج کی روشنی سے چمکتا ہے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ زمین اپنے محور پر اور سورج کے اَطراف گردِش کرتی ہے۔ اپنی گردش کے دوران میں زمین، سورج اور چاند کے درمیان سے گزرتی ہے۔ اب چاند کا جو حصہ سورج کے سامنے ہوتا ہے، وہی روشن ہو کر ہمیں نظر آتا ہے۔ باقی حصہ روشن نہیں ہوتا، اسی لیے ہمیں نظر نہیں آتا۔ اِسی روشنی کی وجہ سے چاند چودہ دن تک آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ گھٹتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں تک کہ گھٹتے گھٹتے بالکل غائب ہو جاتا ہے۔

عائشہ: اُس کے بعد؟

زرینہ: پھر اُنتیسویں یا تیسویں شب کو چاند پہلے کی طرح باریک نظر آتا ہے۔ اُسے ''ہلال'' کہتے ہیں۔ چاند کا ایک مہینا اِتھی انتیس یا تیس دن کا ہوتا ہے۔

فریحہ: ہماری باجی نے تو ہمیں چاند کے بارہ مہینوں کے نام بھی یاد کرائے ہیں۔

فرحان: وہ تو ہمارے ماسٹر صاحب نے بھی یاد کرادیے ہیں۔
زرینہ: اچھا، تو پھر تم ہی سناؤ۔
فرحان: محرم، صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ، رَجب المرجّب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرّم، ذی قعدہ، ذی الحجہ۔
زرینہ: شاباش! فرحان! تم نے بالکل صحیح سنایا۔ یہ قمری یا اسلامی مہینوں کے نام ہیں۔
ندیم: باجی! ہم کو انسان کے چاند پر پہنچنے کے بارے میں بتایئے۔ اتنا لمبا سفر اُس نے کیسے طے کیا؟ چاند تو بہت دور ہے۔
زرینہ: ہاں! چاند ہماری زمین سے تین لاکھ چوراسی ہزار پانچ سو اکیاون کلومیٹر دور ہے۔ روس کے خلا بازوں نے چاند پر پہنچنے کی مہم پہلے شروع کی۔ بعد میں امریکا کے لوگوں نے بھی کوشش کی۔ آخر کار ۲۱ر جولائی ۱۹۶۹ء کو ''اپولو۔ ۱۱'' نامی خلائی جہاز کے ذریعے سے دو خلا باز چاند پر اترنے میں کام یاب ہوگئے۔ یہ خلا باز امریکا کے تھے۔ اُن میں سے ایک کا نام آرم اِسٹرانگ اور دوسرے کا ایڈون آلڈرن تھا۔
فرحان: لیکن یہ بتایئے، دونوں میں سے کون پہلے اترا تھا؟
زرینہ: چاند پر پہلا قدم آرم اسٹرانگ نے رکھا تھا۔ دونوں خلا باز چاند پر بائیس گھنٹے تک رہے۔ اُنھوں نے وہاں سے بہت ساری معلومات زمین پر بھیجیں۔

عائشہ : باجی! وہ لوگ وہاں سے کیا کیا لائے؟

فرحان : یہ تو ایسے پوچھ رہی ہے جیسے وہاں گڑیوں اور کھلونوں کی دکانیں ہوں۔
(سب بچے ہنستے ہیں)

زرینہ : نہیں نہیں! کسی کے سوال کرنے پر یوں نہیں ہنسنا چاہیے۔ پھر عائشہ نے تو بہت اچھا سوال کیا ہے۔ خلا باز چاند سے وہاں کی مٹّی، پتھر اور چاند کی بہت سی تصویریں اپنے ساتھ لائے تھے۔

فریحہ : باجی! کیا اُن کے بعد کوئی اور چاند پر نہیں گیا؟

زرینہ : ایسی بات نہیں ہے۔ اَب تک دو دو خلا بازوں کی پانچ ٹولیاں چاند پر جا کر واپس آچکی ہیں۔ اِس طرح بارہ انسان چاند کا سفر کام یابی کے ساتھ کر چکے ہیں۔ اُنھوں نے چاند پر چہل قدمی بھی کی، آپس میں باتیں بھی کیں اور وہاں سے زمین والوں کو اپنی خیریت کی اطلاع بھی دی۔

ندیم : بے چاروں کو پیدل پھرنا پڑا ہوگا وہاں؟

فرحان : تو کیا وہاں کار لے جاتے؟

زرینہ : چاند کی دنیا بالکل الگ ہے۔ وہاں تو بس اونچے نیچے نوکیلے پہاڑ ہیں خشک اور بنجر میدان ہیں۔ زمین کی طرح وہاں گھوم پھر نہیں سکتے۔ وہاں پھدک پھدک کر چلنا پڑتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی ساتھ لے جانی پڑتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہاں سانس لینے کے لیے ہوا بھی نہیں ہے۔ خلا باز سانس لینے کے لیے اپنے ساتھ آکسیجن کے سلنڈر بھی لے

جاتے ہیں۔ وہاں پانی بھی نہیں ہے۔ اِسی لیے چاند پر زندگی کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ ویسے سائنس داں اِس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ چاند پر انسانی زندگی کو کس طرح ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

عائشہ : تو پھر ہماری زمین ہی اچھی ہے۔

زرینہ : بالکل صحیح۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہمارے اور تمام جان داروں کے رہنے کے لیے بنایا ہے۔

(ادارہ)

خلاباز : خلا میں سفر کرنے والا، خلائی جہاز چلانے والا

مہم : مشکل کام، خطرے سے بھرا ہوا کام

چہل قدمی کرنا : سیر کرنا، ٹہلنا

آکسیجن : ایک گیس، جو زندگی کے لیے بہت ضروری ہے۔

۱- جواب دیجیے:

۱- چاند کبھی چھوٹا، کبھی بڑا نظر آتا ہے۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟

۲- چاند ہماری زمین سے کتنے کلومیٹر دور ہے؟

۳- سب سے پہلے چاند پر اترنے والے خلابازوں کے نام بتائیے۔

۴- قمری یا اِسلامی مہینوں کے نام بتائیے۔

۵- چاند کی دنیا کیسی ہے؟

۲- نیچے دیے ہوئے الفاظ میں سے صحیح لفظ چن کر خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- ۲۱/جولائی ۱۹۶۹ءکو دو خلا باز چاند پر اُترے۔ یہ خلا باز......کے تھے۔ (روس، امریکہ، بھارت)

۲- خلا باز چاند سے وہاں کی...........اپنے ساتھ لائے۔ (گھڑیاں، ترکاریاں، مٹی اور پتھر)

۳- چاند کے بارے میں پانچ سطریں لکھیے۔

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مُذکّر (۲) مُؤنّث

(۱) ندیم، فرحان، کسان، ماسٹر صاحب، آرم اِسٹرانگ، ایڈوِن آلڈرِن۔ یہ سب اِسم ''نر'' ہیں۔ نر کو ''مذکر'' کہتے ہیں۔

(۲) زرینہ، عائشہ، باجی، فریحہ۔ یہ سب اسم ''مادہ'' ہیں۔ مادہ کو ''مؤنث'' کہتے ہیں۔

مذکر : جو اِسم نر ہوتا ہے، اُسے مذکر کہتے ہیں۔

مؤنث: جو اسم مادہ ہوتا ہے، اُسے مؤنث کہتے ہیں۔

مندرجہ ذیل میں سے مذکر اور مؤنث کو چھانٹ کر الگ الگ لکھیے:

باپ، بیٹا، بیٹی، ماں، بہن، بھائی، چچی، خالو، چوہیا، مرغا، کلثوم بیگم، جمال الدین

مذکر : ....، ....، ....، ....، ....، ....، ....

مؤنث: ....، ....، ....، ....، ....، ....، ....

۲۱
گفتگو
بات کرنے کا سلیقہ چاہیے
گفتگو کا بھی طریقہ چاہیے
گفتگو کا اک حسیں انداز ہو
نرم لہجہ ، دل نشیں آواز ہو
اختلاف آپس میں ہوجائے اگر
بات میں آئے نہ تلخی کا اثر
پیار کا اِظہار ہو گفتار سے
غیر بن جاتے ہیں اپنے، پیار سے
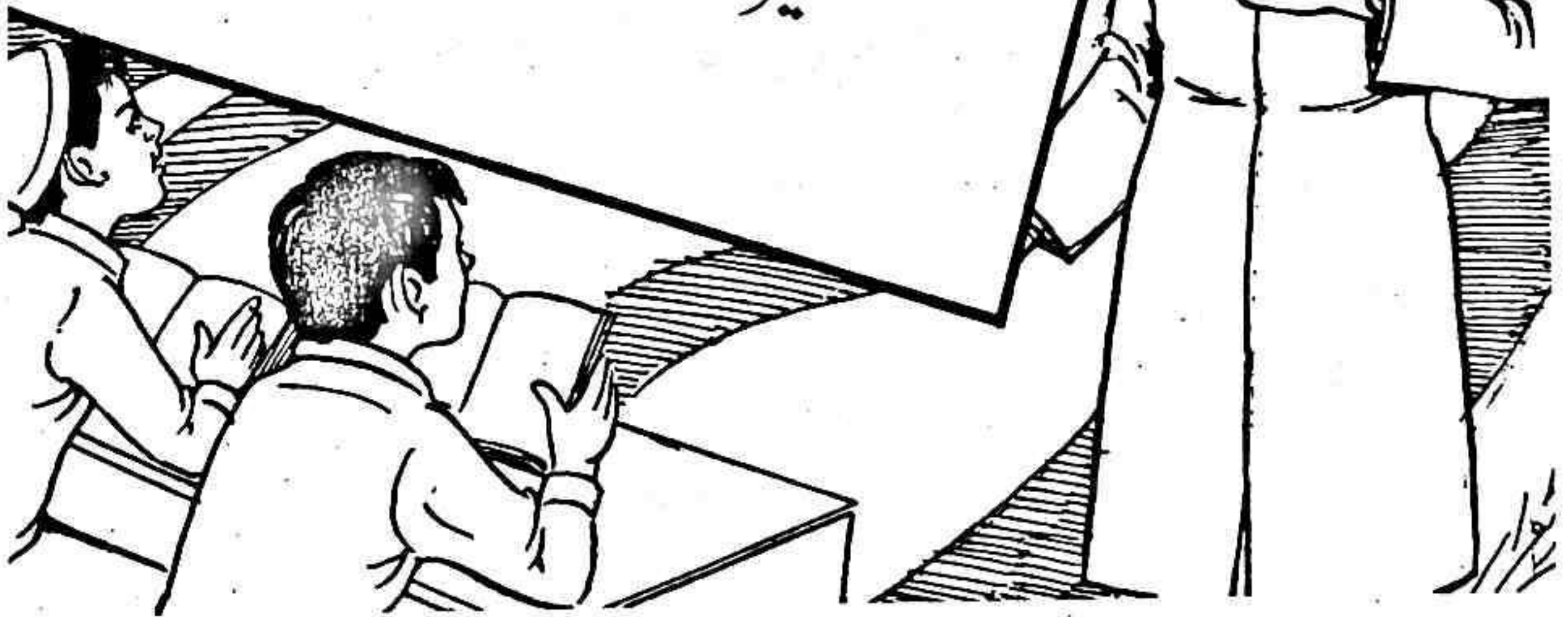
نرم اور شیریں ہو ساری گفتگو
ہو ہمیشہ خوب پیاری گفتگو

کہہ رہا ہوں جو، عمل اُس پر کرو
کان میری بات پر، بچو! دھرو

بات یہ دل میں اترنی چاہیے
گفتگو نرمی سے کرنی چاہیے

(عباس العزم)

گفتگو : بات چیت

انداز : ڈھنگ

دل نشیں ہونا : دل میں بیٹھ جانا، دل پر اثر کرنا

تلخی : کڑواہٹ

گفتار : بات، بول چال

کان دھرنا : غور سے سننا

دل میں اُترنا : دل میں سما جانا

مشق

ا- جواب دیجیے:

ا- گفتگو، کا لہجہ اور انداز کیسا ہونا چاہیے؟

۲- کس طرح کی گفتگو سے غیر اپنے بن جاتے ہیں؟

۳- ہماری ساری گفتگو کس طرح کی ہونی چاہیے؟

۴- اِس نظم میں شاعر نے بچوں کو کیا نصیحت کی ہے؟

۲- نیچے لکھے ہوئے الفاظ و محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

(ا) دل نشیں ہونا (۲) تلخی (۳) گفتگو (۴) کان دھرنا (۵) دل میں اتر جانا (٦) نرم لہجہ

۳- حصہ الف اور حصہ ب کے بے ترتیب مصرعوں کو ترتیب سے جوڑ کر شعر مکمل کیجیے:

الف	ب
ا- بات کرنے کا سلیقہ چاہیے	بات میں آئے نہ تلخی کا اثر
۲- اختلاف آپس میں ہوجائے اگر	ہو ہمیشہ خوب پیاری گفتگو
۳- نرم اور شیریں ہو ساری گفتگو	گفتگو نرمی سے کرنی چاہیے
۴- بات یہ دل میں اترنی چاہیے	گفتگو کا بھی طریقہ چاہیے

انسان کی فضیلت

رات کا وقت ہے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر حامد اور اُس کے باپ محمود بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اِتنے میں حامد کی نظر چودھویں رات کے چاند پر پڑتی ہے۔ یہ بڑی سی چمک دار تھالی آہستہ آہستہ پورب کی طرف اُبھرتی چلی آ رہی ہے۔ آسمان کی اِس چمک دار تھالی کو دیکھ کر حامد اپنے باپ سے کہتا ہے:

"ابا جان! دیکھیے تو، کتنا بڑا ہے یہ چاند!"

باپ : ہاں، بیٹے! چودھویں رات کا چاند اتنا ہی بڑا ہوتا ہے۔

بیٹا : ابا جان! کیا یہ سوُرج سے بھی بڑا ہے؟

باپ : نہیں، بیٹے! سوُرج اس سے سیکڑوں گنا بڑا ہے مگر دور ہونے کی وجہ سے چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔

بیٹا : کیا سوُرج سے بھی بڑی کوئی چیز ہے؟

باپ : اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لاکھوں چیزیں سوُرج سے بھی بڑی بنائی ہیں۔ یہی تارے جنھیں تم ٹمٹماتے دیکھ رہے ہو، اِن میں سے لاکھوں سوُرج

بھی سے بڑے ہیں، لیکن ہم سے بہت دور ہیں، اِس لیے چھوٹے نظر آتے ہیں۔

بیٹا : ابا جان! ہمیں بھی اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے؟

باپ : ہاں! ہمارا پیدا کرنے والا بھی اللہ ہی ہے۔

بیٹا : ہمیں اللہ تعالیٰ نے اتنا چھوٹا کیوں بنایا ہے؟ اگر ہم چاند کے برابر ہوتے تو دنیا بھر میں خُوب چمکتے۔

باپ : اللہ تعالیٰ نے ہمیں چاند سوُرج سے بھی بڑا بنایا ہے۔

بیٹا : وہ کیسے، ابا جان؟

باپ : بیٹے! تم نے غور نہیں کیا۔ دنیا کی ہر چیز ہمارے لیے کام کر رہی ہے۔ ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں۔ پانی سے ہم پیاس بجھاتے ہیں۔ درختوں کے پھل کھاتے ہیں اور اُن کی لکڑی سے دوسرے کام لیتے ہیں۔ چاند کی رَوشنی سے ہم رات میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ سورج سے روشنی اور دھوپ حاصل کرتے ہیں۔ دھوپ سے اناج اور پھل پکتے ہیں۔ سورج کی گرمی سے بادل اُٹھتے ہیں۔ غرض، چھوٹی بڑی ساری چیزیں ہماری خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ اب بتاؤ، ہم اِن سے بڑے ہوئے یا یہ ہم سے بڑی ہیں؟

بیٹا : تب تو ہمیں بڑے ہیں اور یہ سب چیزیں ہماری خدمت گار۔

باپ : تم ٹھیک سمجھے، مگر ایک بات اور سمجھ لو: یہ بڑائی ہمیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ وہ ہمیں اچھا نہ بناتا تو ہم اِن سب کے حاکم نہ بنتے۔ اَب ہمارا

کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو بڑا بنائے رکھیں۔ اگر ہم بڑے نہ بنے رہے تو یہ ہماری اپنی غلطی ہوگی۔

بیٹا : ابا جان! جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑا بنا دیا ہے تو ہم چھوٹے کیسے ہو جائیں گے؟

باپ : اِس طرح کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سوُرج، چاند، ہوا، پانی وغیرہ کو اپنا بڑا بنا لو، ان کی پوجا کرنے لگو یا اللہ کے حکم سے منہ موڑ لو اور جو تمھارے جی میں آئے کرنے لگو۔ ان دونوں صورتوں میں تم بڑے نہ رہو گے، چھوٹے اور ذلیل ہو جاؤ گے۔

بیٹا : آپ ٹھیک کہتے ہیں ابا جان!

باپ : دیکھو! تم سب سے بڑے آقا کے بندے ہو۔ تمھارے اندر سب سے اچھی خصلتیں ہونی چاہییں۔ اللہ بڑا مہربان ہے۔ تم بھی سب کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔ اللہ بڑا سچا ہے، تم بھی ہمیشہ سچ بولو۔ اللہ سب کو پال رہا ہے، تم بھی غریبوں کی مدد کرو۔ اگر تم ایسے نہ بنے تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اپنے مالک کے اِحسانات بھلا دیے۔ اُس نے تمھیں بڑا بنایا تھا، تم خود چھوٹے بن گئے۔ تمھیں نیک اور اچھا بننے کا حکم دیا تھا، تم خود برے بن گئے اور اپنے رتبے سے گر گئے۔

بیٹا : میں خوُب سمجھ گیا ابا جان! اب میں اللہ کا اچھا بندہ بنوں گا۔

باپ : شاباش بیٹے! شاباش!

(عرشی)

ٹمٹمانا : ہلکی ہلکی روشنی دینا

منہ موڑنا : توجہ نہ کرنا

خصلتیں : (واحد: خصلت) عادتیں

۱- جواب دیجیے:

۱- اللہ کی مخلوق میں سب سے اونچا درجہ کس کا ہے؟

۲- دنیا کی ساری چیزیں کس کس طرح ہماری خدمت میں لگی ہوئی ہیں؟

۳- ہم چھوٹے اور ذلیل کیسے ہو جائیں گے؟

۴- اللہ تعالیٰ کے اچھے بندوں میں کون سی اچھی خصلتیں ہوتی ہیں؟

۵- حامد نے اپنے باپ سے کیا وعدہ کیا؟

۲- مناسب الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- یہ بڑی سی چمک دار.......... آہستہ آہستہ.......... کی طرف اُبھرتی چلی آ رہی ہے۔

۲- یہی تارے جنھیں تم.......... دیکھ رہے ہو، اِن میں سے لاکھوں.......... سے بھی بڑے ہیں۔

۳- اِسی سورج کی گرمی سے.......... اُٹھتے ہیں۔

۴- دیکھو! تم سب سے بڑے آقا کے.......... ہو۔

۵- تمھارے اندر سب سے اچھی.......... ہونی چاہئیں۔

۶- اللہ بڑا مہربان ہے، تم بھی سب کے ساتھ.......... سے پیش آؤ۔

۷- اللہ بڑا سچا ہے، تم بھی ہمیشہ.......... بولو۔

۳- درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اِستعمال کیجیے:

(۱) سوُرج (۲) چاند (۳) ہوا (۴) پانی (۵) خدمت گار

لطائف

● ایک صاحب اپنے ایک دوست کے یہاں مہمان گئے۔ میزبان کے کتے نے اُنھیں دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا۔ میزبان مسکرا کر بولے: ''اِس کے بھونکنے کی پروا نہ کیجیے۔ آپ نے وہ مثل نہیں سنی کہ ''بھونکنے والے کتے کاٹتے نہیں۔''

مہمان : ''میں نے تو سنی ہے، ممکن ہے آپ کے کتے نہ سنی ہو۔''

● استاد : (شاگرد سے) تم کس بنا پر کہہ رہے ہو کہ گھاس کھانے سے آنکھیں خراب نہیں ہوتیں۔

شاگرد : جناب! میں نے آج تک کسی جانور کو عینک لگاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔

● باپ : بیٹا! تم کیوں رو رہے ہو؟

بیٹا : جی! ماسٹر صاحب نے مارا ہے۔

باپ : کس بات پر؟

بیٹا : ماسٹر صاحب نے ایک سوال پوچھا تھا، جس کا جواب میرے سوا کوئی نہ دے سکا۔
باپ : کون سا سوال؟
بیٹا : یہی کہ میز کی دراز میں مرا ہوا چوہا کس نے رکھا تھا۔

● استاد : بتاؤ ''پاجامہ'' واحد ہے یا جمع۔
شاگرد : جناب! پاجامہ واحد بھی ہے اور جمع بھی۔
استاد : وہ کیسے؟
شاگرد : پاجامہ اوپر سے واحد اور نیچے سے جمع ہے۔

● اُردو کے ایک استاد کلاس میں ''قواعد اُردو'' پڑھا رہے تھے۔ اُنھوں نے ایک شاگرد سے پوچھا: ''اسلم! اگر میں کہوں: ''میں نہاتا ہوں، تم نہاتے ہو، وہ نہاتا ہے۔'' تو یہ کون سا زمانہ ہے؟
اسلم کچھ دیر تک سوچتا رہا، پھر خوش ہو کر بولا: ''میں سمجھ گیا، وہ جمعے کا دن ہوگا۔''

● باپ : (بیٹے سے) تم گھر میں اِتنی دیر سے مرغا کیوں بنے ہوئے ہو؟
بیٹا : آپ ہی نے تو کہا تھا کہ جو کام اسکول میں کرتے ہو، اُسے گھر آ کر دہرا لیا کرو۔

● باپ : (لڑکے کی اسکول رپورٹ پڑھتے ہوئے) حساب میں کم زور، انگریزی میں فیل، اُردو میں کم زور، ہندی میں صفر، لکھنا خراب۔ آخر یہ سب کیا ہے؟

لڑکا : ذرا آخری لائن بھی پڑھ لیجیے۔ لکھا ہے: ''صحت بہترین۔''

● استاد درجے میں ''قطب مینار'' پر سبق پڑھا رہے تھے۔

استاد : ''بچو! دہلی میں قطب مینار ہے۔''

(اتنے میں استاد کی نظر ایک اونگھتے ہوئے لڑکے پر پڑی) اُنھوں نے اُس لڑکے کو جھنجھوڑا اور پوچھا: ''بولو! ابھی میں نے کیا کہا تھا؟''

لڑکا : (آنکھیں ملتے ہوئے) جناب! آپ کہہ رہے تھے: ''دہلی میں کتا بیمار ہے۔''
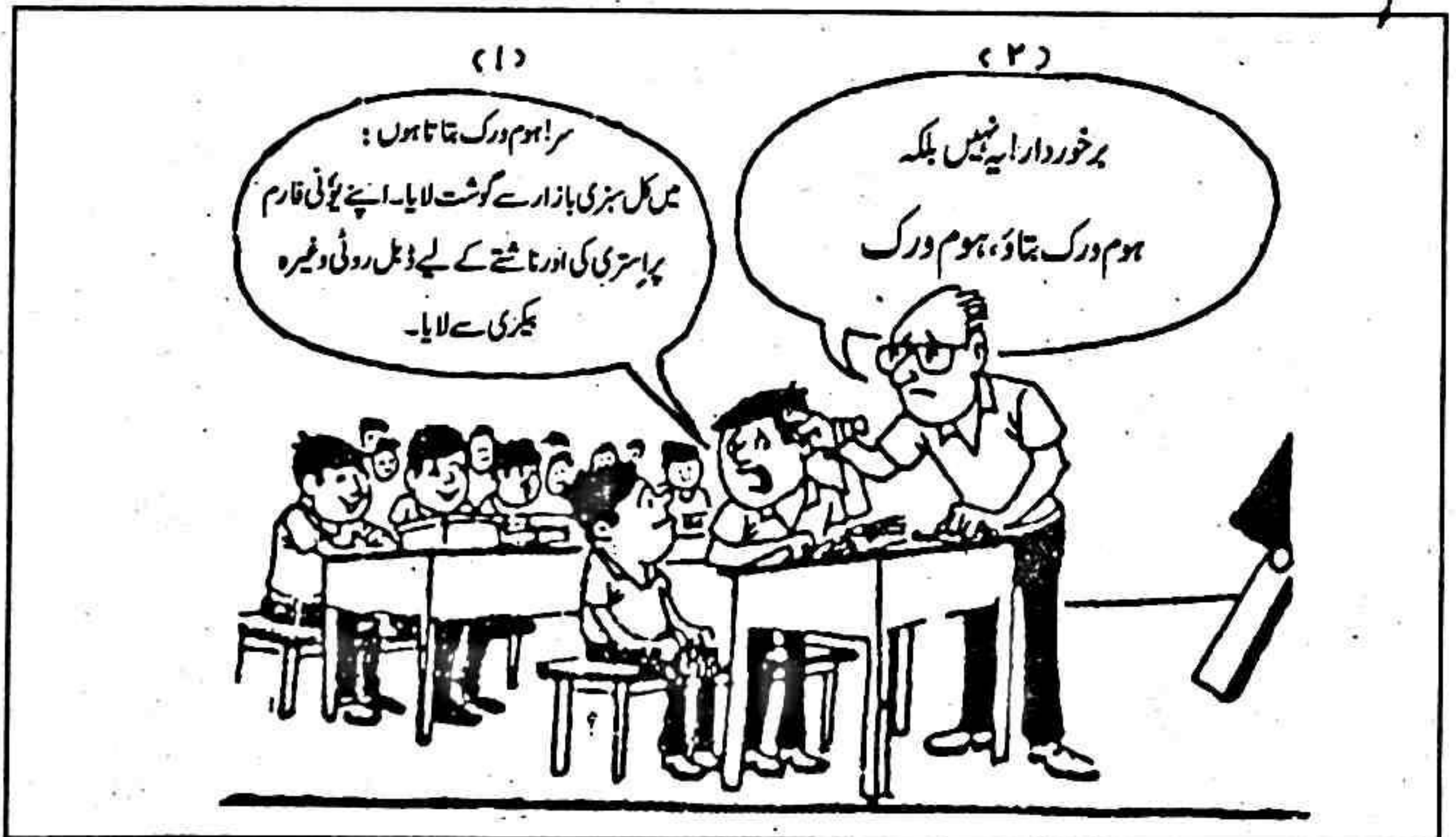
میزبان : مہمان کی خاطر تواضع کرنے والا۔ مہمان کو کھانا کھلانے والا

بنا : بنیاد، وجہ

قواعد : (واحد: قاعدہ) زبان کے قاعدے۔ صرف ونحو

زمانہ : وقت (ماضی، حال، مستقبل)

لائن : سطر

۱۔ اس سبق میں کون سا لطیفہ آپ کو اچھا لگا؟

۲۔ لطیفے تو آپ کو بھی یاد ہوں گے؟ دو مزے دار لطیفے سنایئے۔

لطائف، لطیفہ کی جمع ہے۔ ایسی بات جسے سن کر مزہ آ جائے، طبیعت خوش ہو جائے اور سننے والا ہنسنے اور قہقہے لگانے لگے اسے لطیفہ یا چٹکلا کہتے ہیں۔

جب انسان کام کرتے کرتے اُوب جاتا ہے۔ ذہنی یا جسمانی طور پر تھک جاتا ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ کچھ دیر خوش طبعی اور ہنسی، دل لگی کی باتیں ہوں، ہنسنے ہنسانے کا دور چلے تاکہ تھکے ہوئے ذہن کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے اور وہ تازہ دم ہو جائے۔ ایسی حالت میں عموماً لطیفوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ لطیفے ہنسنے ہنسانے اور دل بہلانے کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

گفتگو میں لطیفوں کی وہی حیثیت ہے جو کھانے میں نمک کی ہوتی ہے۔ جس طرح بے نمک کھانا سیٹھا اور بے مزہ ہوتا ہے اسی طرح دوستوں کی وہ محفل بھی پھیکی رہتی ہے جس میں کچھ لطیفے نہ سنائے گئے ہوں۔
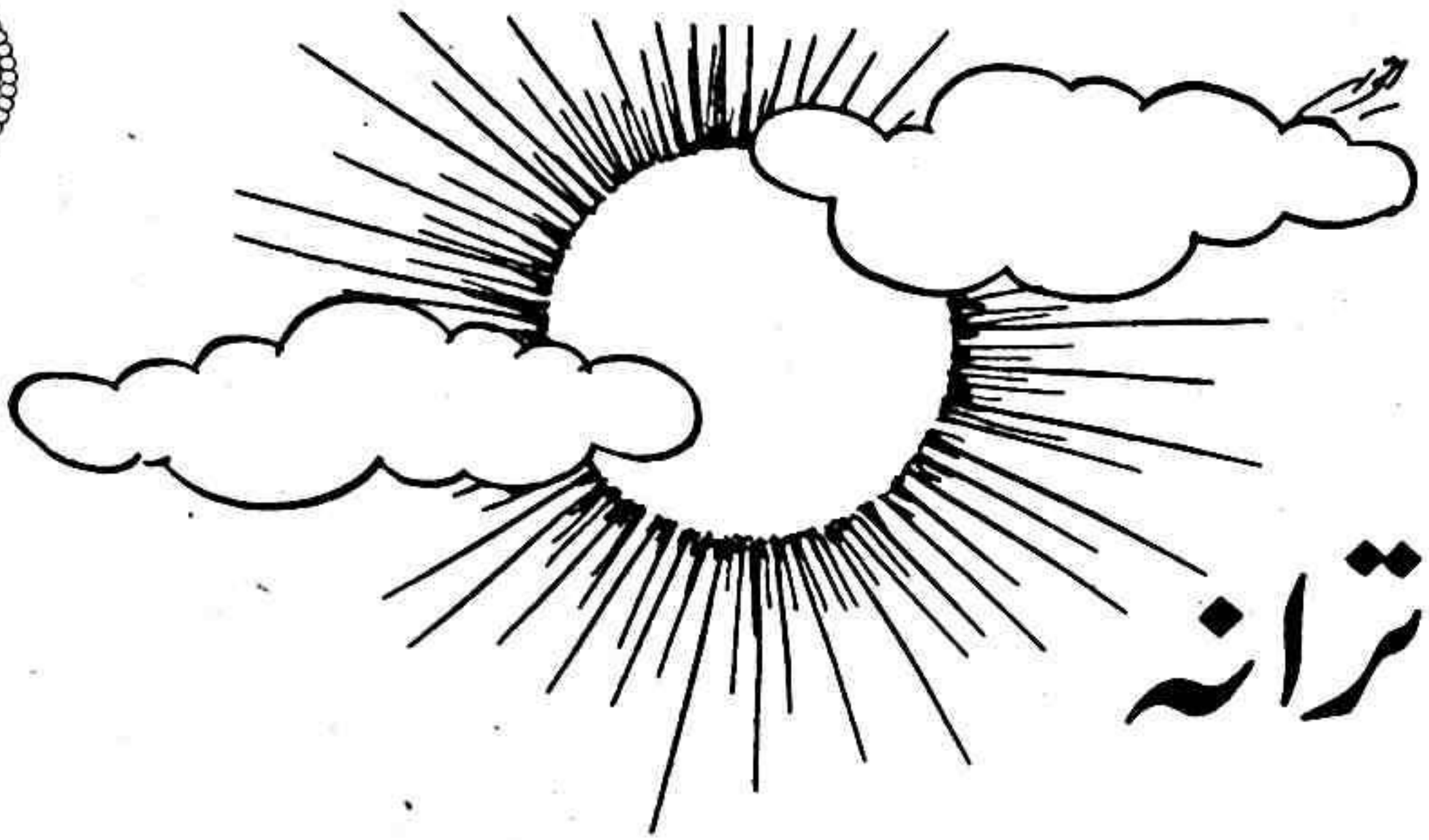
ترانہ

ظلمت میں بھٹکتی دنیا کو ہم سیدھی راہ دکھائیں گے
اِس رات کی کالی نگری میں ہم صبحِ دَرَخشاں لائیں گے
نیکی کا علم لہرائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے

مظلوموں کے، مجبوروں کے، کم زوروں کے، ناچاروں کے
محتاجوں کے، مسکینوں کے، معذوروں کے، بیماروں کے
دُکھ درد میں ہم کام آئیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے

ہم رب کی راہ دکھائیں گے، بھولے بھٹکے انسانوں کو
فرماں بردار بنائیں گے، اللّٰہ کے نافرمانوں کو
سب کو قرآں سنائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے

بادل گرجے، بجلی چمکے، طوفان اُٹھے، آندھی آئے
اُولے برسیں، گولے برسیں یا موت ہی سر پر منڈلائے
ہم آگے بڑھتے جائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے
سورج کی طرح چڑھتے چڑھتے، چڑھتے چڑھتے، چڑھتے چڑھتے
بادل کی طرح بڑھتے بڑھتے، بڑھتے بڑھتے، بڑھتے بڑھتے
ہم دنیا پر چھا جائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے

(ابوالمجاہد زاہدؔ)

ظلمت	:	اندھیرا
رات کی کالی نگری	:	یعنی دنیا
درخشاں	:	روشن، چمک دار
علم	:	جھنڈا
مجبور	:	بے بس، ناچار
معذور	:	اپاہج، ناچار
کام آنا	:	مدد کرنا، سہارا بننا
رشتہ جوڑنا	:	تعلق پیدا کرنا
طوفان اٹھنا	:	تیز آندھی چلنا
منڈلانا	:	چکر لگانا

☆ اس ترانے میں ایک سچے مومن کے نیک ارادوں کی ترجمانی کی گئی ہے۔ برائیوں کو مٹانا، اچھائیوں کو پھیلانا، ضرورت مندوں کے کام آنا اور اللہ سے غافل بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا ہی تو ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے۔

۱- جواب دیجیے:

۱- آپ کا اپنا عزم کیا ہے اور آپ اُس کے لیے کیا تیاری کر رہے ہیں؟

۲- ''ہم اچھائی پھیلائیں گے'' میں ''ہم'' کا کیا مطلب ہے اور کون لوگ مراد ہیں؟

۲- ''ہم بڑے ہو کر کیا کریں گے۔'' اِس عنوان پر سات جملے لکھیے۔

۳- ''مظلوموں'' جمع ہے۔ اس کا واحد ''مظلوم'' ہے۔ اِسی طرح نیچے لکھے ہوئے الفاظ کے واحد لکھیے:

(۱) مجبوروں (۲) کم زوروں (۳) محتاجوں (۴) مسکینوں (۵) بیماروں

یہ ترانہ زبانی یاد کیجیے اور درجے کے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر ترنم سے پڑھیے۔
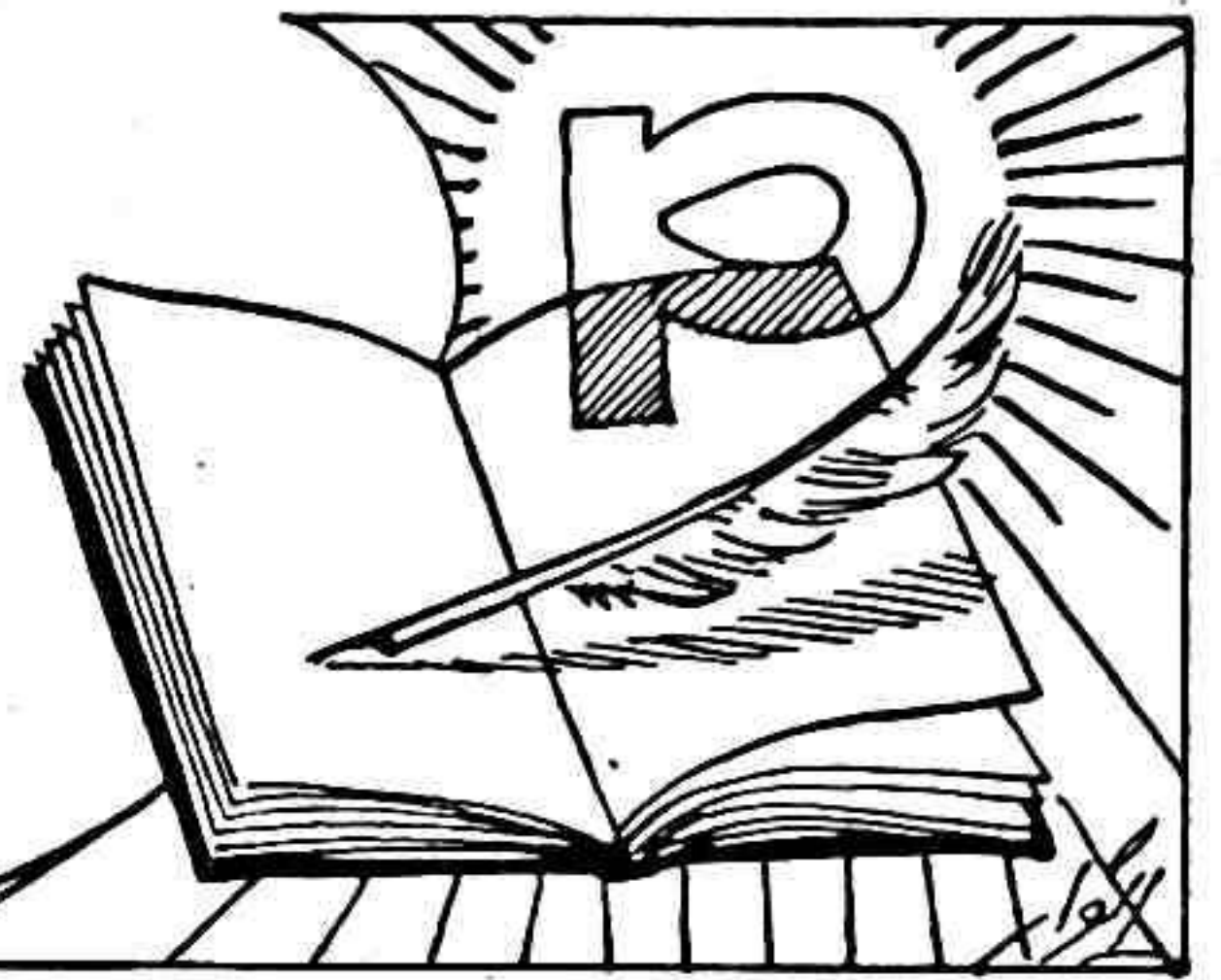
امّی نے عشا کی نماز پڑھ کر جیسے ہی جانماز لپیٹی، زاہد، عابد، مومنہ، صائمہ سب شور کرنے لگے: ''کہانی سنائیے، کہانی سنائیے۔'' زاہد اور عابد بولے: ''امی! آج تو ہمیں کوئی ایسی سچی کہانی سنائیے جو پیارے نبیؐ نے کہی ہو۔''

امی نے کہا: اچھا تو سنو ایک سچی کہانی جو پیارے نبیؐ نے کہی ہے۔ پیارے نبیؐ نے فرمایا: ''بہت دنوں کی بات ہے، بنی اسرائیل کی قوم کے تین آدمی تھے، ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اِن تینوں میں سے کون اللہ کا احسان مانتا اور اُس کا شکر ادا کرتا ہے، اور کون ناشکرا ہے، یہ آزمانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس ایک فرشتہ انسان کی صورت میں بھیجا۔''

مومنہ اک دم بول پڑیں: ''کس کو بھیجا؟ فرشتہ کسے کہتے ہیں؟''

زاہد بولے: ''امی! میں بتاؤں؟ فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں۔ اللہ نے اُنھیں نور سے پیدا کیا ہے۔ وہ اللہ کے بہت فرماں بردار ہوتے ہیں، کبھی اُس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے نا، امی!''

''ہاں بیٹے!'' امی نے کہا: فرشتے عام طور پر دکھائی نہیں دیتے، لیکن کبھی کبھی وہ اللہ کے حکم سے انسانی صورت میں بھی آتے ہیں۔''

''اچھا تو، فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور بولا''، امی نے بات ختم کر کے کہانی آگے بڑھائی:

''بتاؤ تمھاری خواہش کیا ہے؟''

''کوڑھی نے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ میرا رنگ روپ نکھر آئے اور کوڑھ کی یہ بیماری، جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، ختم ہو جائے۔'' فرشتے نے اُس کے بدن پر ہاتھ پھیرا تو اُس کا کوڑھ دور ہو گیا، رنگ روپ خوب نکھر آیا۔ اب فرشتے نے اُس سے پوچھا: ''تم کون سا مویشی پسند کرتے ہو؟'' اُس نے کہا: ''اونٹ''۔ فرشتے نے اُسے بچہ دینے والی ایک اونٹنی دے دی اور اُسے برکت کی دعا دی۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس پہنچا اور اُس سے پوچھا: ''بتاؤ تمھاری خواہش کیا ہے؟'' اُس نے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ میرے سر پر خوب صورت بال نکل آئیں اور یہ گنجاپن دور ہو جائے، جسے لوگ ناپسند کرتے ہیں۔'' فرشتے نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اُس کا گنجاپن دور ہو گیا اور اُس کے سر پر خوب صورت گھنے بال نکل آئے۔ اب فرشتے نے اُس سے پوچھا: ''تم کون سا مویشی پسند کرتے ہو؟'' اُس نے کہا: ''گائے۔'' فرشتے نے اُسے بچہ دینے والی ایک گائے دے دی اور اُسے برکت کی دعا دی۔

آخر میں فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا: ''تمھاری کیا خواہش ہے؟'' اُس نے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھوں میں

روشنی پیدا کر دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں" فرشتے نے اُس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اُن میں رَوشنی پیدا فرمادی۔ اب فرشتے نے اُس سے پوچھا: "تمھیں کون سا مویشی پسند ہے"؟ اُس نے کہا: بکری"۔ فرشتے نے اُسے بچہ دینے والی ایک بکری دے دی اور اُسے برکت کی دعا دی۔

اُن میں سے ہر ایک کو اللہ نے خوب برکت دی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اُن کے پاس بہت سے اونٹ، بہت سی گائیں اور بہت سی بکریاں ہوگئیں۔

پھر اللہ کے حکم سے وہی فرشتہ اُسی پہلی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور اُس سے کہا: "میں غریب آدمی ہوں اور مسافر بھی۔ سفر میں میرا تمام سامان ختم ہو چکا ہے۔ اب میرے پاس اللہ کے سوا کوئی اور سہارا نہیں ہے۔ جس نے تمھیں یہ خوب صورت رنگ روپ دیا ہے اور اتنے ڈھیر سارے اونٹ دیے ہیں، میں اُسی اللہ کے نام پر تم سے ایک اونٹ کا سوال کر رہا ہوں تا کہ اپنا سفر پورا کر سکوں"۔ اُس نے کہا: "میں تو پہلے ہی سے لوگوں کو بہت زیادہ دیتا رہتا ہوں، تمھیں کچھ نہیں دے سکتا"۔ فرشتے نے اُسے یاد دلاتے ہوئے کہا: "کیا تم پہلے کوڑھی نہ تھے، اور لوگ تم سے نفرت نہ کرتے تھے؟ پھر اللہ نے تم کو نہایت عمدہ رنگ روپ سے نوازا اور تمھیں اتنے ڈھیر سارے اونٹ دیے۔" اُس نے کہا: "یہ سارے اونٹ مجھے اپنے باپ دادا سے ملے ہیں"۔ فرشتے نے کہا: "اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ تمھیں ویسا ہی کر دے جیسے پہلے تھے"۔ چناں چہ وہ پہلے کی طرح کوڑھی اور غریب ہو گیا۔

اسی طرح فرشتہ اُسی پہلی صورت میں گنجے کے پاس گیا اور اُسے بھی اپنی غریبی اور ضرورت مند مسافر ہونے کے بارے میں بتایا اور اُس سے کہا: "اللہ نے

تمھیں اتنی ساری گایوں سے نوازا ہے۔ تم ایک گائے دے کر میری مدد کرو تاکہ میں اپنا سفر پورا کر سکوں"۔ اُس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔ اُس نے کہا: "یہ سب مجھے باپ دادا سے ملا ہے۔ میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا"۔ فرشتے نے کہا: "اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ تمھیں ویسا ہی بنا دے جیسے پہلے تھے۔" چناں چہ وہ پھر گنجا اور غریب ہو گیا۔

اب فرشتہ اُسی پہلی جیسی صورت میں اندھے کے پاس گیا اور اُس سے کہا: "میں ایک غریب ہوں اور مسافر بھی۔ اِس وقت اللہ کے بعد تمھارے علاوہ میرا اور کوئی سہارا نہیں ہے۔ تم میری مدد کرو۔ جس خدا نے تمھاری آنکھوں کو دوبارہ روشنی دی ہے، میں اُسی کے نام پر تم سے ایک بکری مانگ رہا ہوں تاکہ اپنا سفر پورا کر سکوں"۔ اُس نے کہا: "بے شک میں اندھا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے میری آنکھیں روشن کر دیں۔ تم جتنی بکریاں لینا چاہو، لے لو۔ اللہ نے مجھے جو کچھ دیا ہے، میں اُس میں سے کچھ بھی لینے سے تمھیں نہیں روکوں گا"۔ فرشتے نے کہا: "اپنی بکریاں اپنے پاس ہی رکھو۔ حقیقت میں اللہ نے تم تینوں کو آزمایا تھا۔ تم تو آزمائش میں پورے اترے۔ اللہ تم سے خوش ہوا۔ تمھارے دونوں ساتھی ناکام ہو گئے۔ اللہ اُن سے ناراض ہو گیا"۔ [1]

دادی اماں، جو بہت توجہ سے یہ کہانی سن رہی تھیں، بولیں: "توبہ! توبہ! شیطان نے کوڑھی اور گنجے کو بہکا دیا، غرور میں مبتلا کر کے اُن سے ناشکری کرا دی۔ اُنھیں بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا، ناشکری نہیں کرنی چاہیے تھی۔ ناشکری کا

---

[1] یہ کہانی حدیث کی کتابوں، صحیح بخاری و صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔

انجام دنیا میں بھی خراب ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ قیامت کے دِن ناشکرے لوگ جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔ اللہ کا شکر ادا کرنے والے جنت میں جائیں گے، جہاں انھیں ہر طرح کی عمدہ عمدہ چیزیں ملیں گی"۔

مومنہ جلدی سے بولیں: "اِسی لیے میں کھانا کھانے کے بعد کہتی ہوں: "اللہ تیرا شکر۔" زاہد اور عابد ایک ساتھ بولے: ہم تو "الحمدللہ" کہتے ہیں"۔ امی نے کہا "چاہے "الحمدللہ" کہو یا "اللہ تیرا شکر"، دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ اچھا بچو! دیکھو دس بج چکے ہیں، اب سو جاؤ تا کہ صبح اُٹھ کر فجر کی نماز وقت پر پڑھ سکو۔"

(خالد حامدی)

معانی و اشارات

ناشکری	:	شکریہ ادا نہ کرنا، اِحسان نہ ماننا
انجام	:	نتیجہ
بنی اسرائیل	:	یہودیوں کا لقب
ذہین	:	بہت سمجھ دار
آزمائش	:	جانچنا، امتحان لینا
مویشی	:	پالتو جانور، چوپائے
توجہ	:	دھیان

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- فرشتے کون ہیں؟

۲- کوڑھی، گنجے اور اندھے کے پاس اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کیوں بھیجا؟

۳- کوڑھی نے فرشتے سے اپنی خواہش کیا بتائی، اور فرشتے نے کیا کیا؟

۴- گنجے نے فرشتے سے اپنی کس خواہش کا اظہار کیا، اور فرشتے نے کیا کیا؟

۵- کوڑھی اور گنجے کی ناشکری کا کیا انجام ہوا؟

۶- تیسرے شخص سے اللہ تعالیٰ کیوں خوش ہوا؟

۷- قیامت کے دن اللہ کا شکر ادا کرنے والے کہاں جائیں گے اور ناشکرے لوگ کہاں جائیں گے؟

۲- مندرجہ ذیل میں سے اسم خاص اور اسم عام پہچان کر الگ الگ لکھیے:

مومنہ، صائمہ، فرشتہ، زاہد، آدمی، اونٹ، گائے، عابد، دادی، خالد حامدی۔

اسم خاص: ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ

اسم عام: ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ، ـــــــ
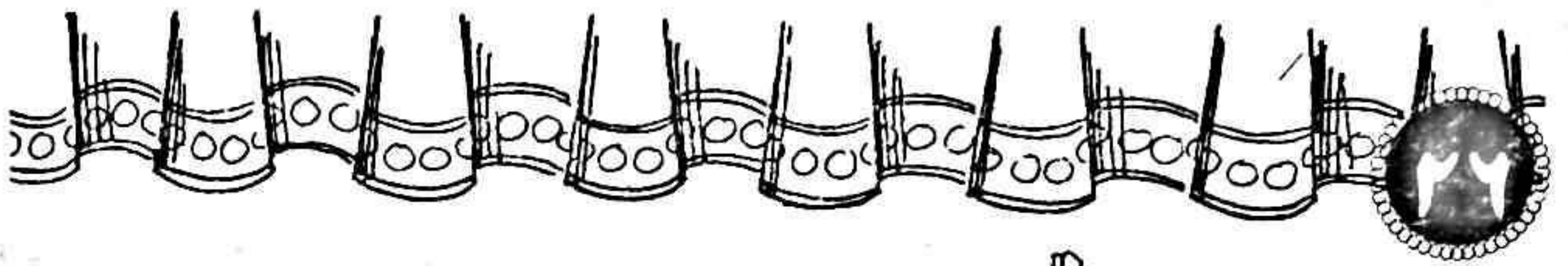
عقل مند مچھیرا

کردار : بادشاہ سلامت، وزیرِاعظم، داروغہ، مچھیرا، دربان اور سپاہی

(پردہ اُٹھتا ہے۔)

بادشاہ سلامت : وزیرِاعظم! دعوت کا سارا اِنتظام ٹھیک ہے نا؟

وزیرِاعظم : عالی جاہ! تقریباً سب ٹھیک ہے۔ بس دعوت کے لیے مچھلی نہیں مل سکی۔ دو دِن سے سمندر میں سخت طوفان آیا ہوا ہے، ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی جا سکی۔
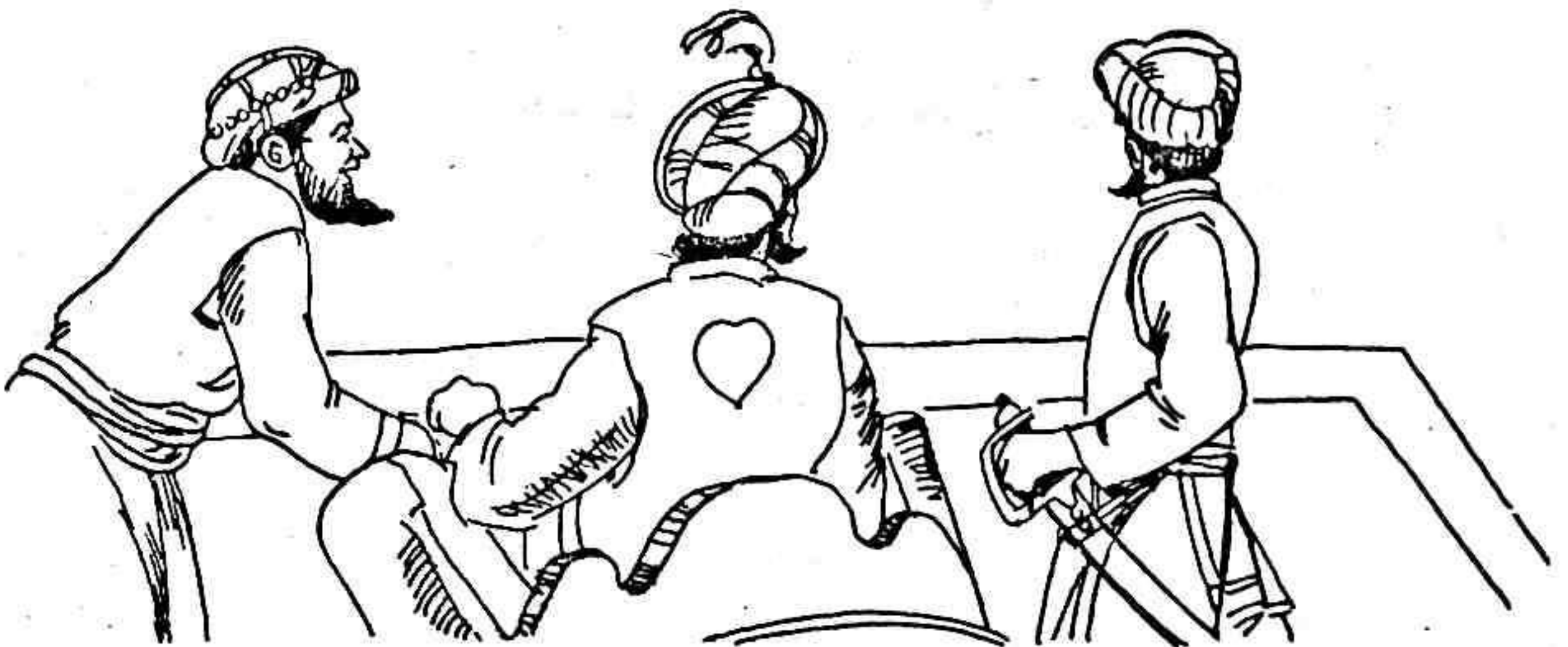
بادشاہ سلامت : (افسوس کے لہجے میں) شاہی دعوت اور بغیر مچھلی کے؟ لوگ کیا کہیں گے؟ ذرا سوچیے تو، جس دعوت میں مچھلی نہ ہو، وہ بھی کوئی دعوت ہے؟ وزیراعظم! کچھ کیجیے۔ مچھلی ضرور ہونی چاہیے۔

وزیراعظم : عالی جاہ! میں نے چاروں طرف سپاہیوں کو بھیجا ہے اور اعلان بھی کرا دیا ہے کہ جو بھی شاہی دعوت کے لیے عمدہ اور تازہ مچھلی لائے گا، منہ مانگا اِنعام پائے گا۔ مگر اب تک کوئی نہیں آیا۔

بادشاہ سلامت : کیا ساری مچھلیاں سمندر کی تہ میں چھپ گئی ہیں؟ کیا مچھلیوں کو خبر ہوگئی ہے کہ مابدولت کے یہاں دعوت ہونے والی ہے اور اُن کا لقمہ بنایا جائے گا؟

وزیراعظم : ہوسکتا ہے، عالی جاہ کا خیال درست ہو۔ انسان بعض باتوں میں مچھلیوں سے پیچھے ہے۔ مثلاً مچھلیاں انسانوں سے بہتر تیرنا جانتی ہیں۔

بادشاہ سلامت : افسوس! میں بادشاہ ہوکر بھی مچھلیاں حاصل نہیں کرسکتا۔ بغیر مچھلیوں کے دعوت بھی کوئی دعوت ہوتی ہے؟

(داروغہ اندر داخل ہوتا ہے اور آداب بجالاتا ہے)

داروغہ : عالی جاہ! ابھی ابھی ایک مچھیرا تازہ اور سنہری مچھلی لے کر حاضر ہوا ہے۔ کیا اُسے آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے؟

بادشاہ سلامت : (خوش ہوکر) ضرور ضرور! فوراً حاضر کرو۔ اگر یہ مچھیرے نہ ہوتے تو بادشاہوں کے دسترخوان تک مچھلیاں کیسے پہنچ پاتیں۔

وزیراعظم : عالی جاہ درست فرماتے ہیں۔ مچھیرے بہت محنتی ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو شاہی دسترخوان بے کار ہے۔

(مچھیرا سر پر یک ٹوکری رکھے داخل ہوتا ہے۔ ساتھ میں داروغہ ہے۔ مچھیرا ٹوکری اُتار کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ ادب سے سلام کرتا ہے اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے)

بادشاہ سلامت : (سنہری مچھلی دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہوئے) واہ میاں مچھیرے! خوب موٹی تازی اور عمدہ مچھلی لائے ہو۔ مابدولت بہت خوش ہوئے۔ بولو! اِس کی کیا قیمت مانگتے ہو؟

مچھیرا : حضور! جان کی امان پاؤں تو...

بادشاہ سلامت : تم ذرا بھی نہ گھبراؤ۔ جو بھی قیمت مانگو گے، ملے گی۔ باشاہ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں، اُسے ضرور پورا کرتے ہیں۔ بولو! کیا مانگتے ہو؟

مچھیرا : حضور! اِس مچھلی کی قیمت صرف سو کوڑے!

(بادشاہ وزیر اور داروغہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتے ہیں)

بادشاہ سلامت : میاں مچھیرے! تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟

وزیراعظم : عالی جاہ! معلوم ہوتا ہے، آپ کے رعب اور خوف کے مارے بے چارے کی عقل ماری گئی ہے۔

مچھیرا : خطا مُعاف! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ سو کوڑے سے ایک بھی کم نہ کروں گا۔ ابھی ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ بادشاہ جو کچھ کہتا ہے،

وہ پورا کرتا ہے۔ بس سرکار! میری پیٹھ پر کوڑے لگانے کا حکم دے دیجیے۔

بادشاہ سلامت :(وزیرِ اعظم کے کان میں کہتے ہیں) یہ تو عجیب آدمی ہے۔ بہر حال ہم کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ جلاد کو حاضر کیا جائے۔ مگر کوڑے بہت دھیرے دھیرے لگائے جائیں تاکہ مچھیرے کو چوٹ نہ لگے۔

وزیرِ اعظم :(داروغہ سے) جلاد کو حاضر کیا جائے۔

(داروغہ چلا جاتا ہے اور جلد ہی جلاد کے ساتھ واپس آتا ہے۔ جلاد کے ہاتھ میں چمڑے کا کوڑا ہے)

بادشاہ سلامت :اس مچھیرے کی پیٹھ پر سو کوڑے لگائے جائیں۔

(جلاد دھیرے دھیرے کوڑے مچھیرے کی پیٹھ پر مارتا ہے اور گنتا جاتا ہے۔ ایک، دو...... پانچ......، دس......، بیس......، تیس......، چالیس......، پینتالیس......، پچاس)

مچھیرا :بھائی جلاد! ذرا ٹھہرو۔ میرا ایک ساتھی اور ہے۔ باقی کے کوڑے اُس کے حصے کے ہیں۔

بادشاہ سلامت :(مسکراتے ہوئے) اچھا! کیا اِس دنیا میں تم جیسا کوئی دوسرا بے وقوف بھی موجود ہے؟ کون ہے وہ؟ کہاں ہے؟ حاضر کرو تاکہ اُس کا حصہ بھی جلد دیا جائے۔

مچھیرا :حضور! وہ کوئی دوسرا نہیں ہے، وہ آپ کے محل کا دربان ہے۔

بادشاہ سلامت : (حیرت سے) میرے محل کا دربان! ہائیں......!......وہ کیسے؟

مچھیرا : عالی جاہ! بات یہ تھی کہ دربان مجھ کو اندر آنے ہی نہیں دیتا تھا، جب تک کہ اُس نے مجھ سے وعدہ نہ لے لیا کہ جو بھی اس مچھلی کی قیمت مجھ کو ملے گی، اُس میں سے آدھا اُس کا حصہ ہوگا۔

بادشاہ سلامت : دربان کو ہمارے حضور میں فوراً حاضر کیا جائے۔

(دربان کو چند سپاہی پکڑ کر لاتے ہیں۔ دربان خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا ہے)

بادشاہ سلامت : بے ایمان اور رشوت خور دربان کی پیٹھ پر سو کوڑے کس کس کر لگائے جائیں اور اِس کو ہماری نوکری سے نکال دیا جائے۔

(مچھیرے سے مخاطب ہو کر) مابدولت تمھاری عقل مندی سے بہت خوش ہوئے۔ وزیر اعظم! میاں مچھیرے کو اشرفیوں کی تھیلی انعام میں دی جائے۔

(مچھیرا بادشاہ کا شکریہ ادا کرتا ہے)

(پردہ گرتا ہے)

(ماخوذ)

دربان : چوکی دار

تہ : نیچے

جان کی امان پانا : جان کے بچ جانے کا یقین حاصل کرنا۔ معافی چاہنا

مابدولت : ہم (بادشاہ، اپنے آپ کے بارے میں اِس طرح کہتے تھے۔)

رعب : خوف

عقل ماری جانا : ناسمجھی کی باتیں کرنا

خطا معاف : یعنی، بھول چوک کی معافی چاہتا ہوں

جلاد : بادشاہ کے حکم سے کوڑے مارنے والا، قتل کرنے والا

ا- جواب دیجیے:

ا- بادشاہ سلامت کو مچھلی کی ضرورت کیوں پڑی؟

۲- مچھلی نہ ملنے پر بادشاہ نے وزیر سے کیا کہا؟

۳- وزیر نے بادشاہ کو کیا جواب دیا؟

۴- داروغہ نے بادشاہ کو کیا خوش خبری سنائی؟

۵- مچھیرے نے مچھلی کی کیا قیمت بتائی؟

٦- دربان نے مچھیرے سے کیا وعدہ لیا تھا؟

۷- بادشاہ نے دربان کو سزا کیوں دی؟

۲- . کس نے کس سے کہا؟ لکھیے :

۱- ذرا سوچیے تو، جس دعوت میں مچھلی نہ ہو، وہ بھی کوئی دعوت ہے؟ (   ) نے (   ) سے

۲- میں نے اعلان کرا دیا ہے کہ جو بھی شاہی دعوت کے لیے عمدہ اور تازہ مچھلی لائے گا، منہ مانگا انعام پائے گا۔ (   ) نے (   ) سے

۳- کیا مچھلیوں کو خبر ہو گئی ہے کہ مابدولت کے یہاں دعوت ہونے والی ہے؟

(   ) نے (   ) سے

۴- عالی جاہ! ابھی ابھی ایک مچھیرا تازہ اور سنہری مچھلی لے کر حاضر ہوا ہے۔

(   ) نے (   ) سے

۵- حضور! اِس مچھلی کی قیمت صرف سو کوڑے! (   ) نے (   ) سے

۶- مابدولت تمھاری عقل مندی سے بہت خوش ہوئے۔ (   ) نے (   ) سے

۳- "بےوقوف"۔ یہ دو لفظوں "بے" اور "وقوف" سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں، ناسمجھ، نادان۔ اسی طرح مندرجہ ذیل الفاظ کے شروع میں "بے" لگا کر نئے لفظ بنائیے اور اُن کے معنی معلوم کر کے یاد کر لیجیے:

(۱)......ایمان (۲)......دین (۳)......حیا (۴)......بس (۵)......تکا (۶)......کار

۴- مندرجہ ذیل میں صفات اور اُن کے موصوف پہچان کر الگ الگ لکھیے : (دیے ہوئے خاکے کے مطابق)

(۱) عجیب آدمی (۲) سخت طوفان (۳) سنہری مچھلی (۴) شاہی دسترخوان (۵) بےایمان دربان

	فقرہ	موصوف	صفت
۱	عجیب آدمی	آدمی	عجیب
۲	سخت طوفان		
۳	سنہری مچھلی		
۴	شاہی دسترخوان		
۵	بےایمان دربان		

دُعا

خدایا! جس طرح روشن ہیں تارے
اُنھی جیسی مجھے بھی زندگی دے
ملا پھولوں کو جیسا رنگ و بو ہے
مرے دل کو بھی اُس کی آرزو ہے
مہکتے پھول ہیں گلشن میں جیسے
مرے مولیٰ! مجھے ویسی مہک دے
عطا بلبل کی ہو شیریں بیانی
منور کردے میری زندگانی
مجھے ایمان کی دولت عطا کر
خدا یا! عزت و رفعت عطا کر
ابوبکرؓ و عمرؓ کی سادگی دے
حیا عثمانؓ کی، زورِ علیؓ دے
تری ہی راہ پر، یارب! چلوں میں
ترے ہی دین کی خدمت کروں میں
اگر کچھ ہے تمنا ، بس یہی ہے
مرے جینے کا منشا بس یہی ہے

(ذوالفقار احمد)

معانی و اشارات
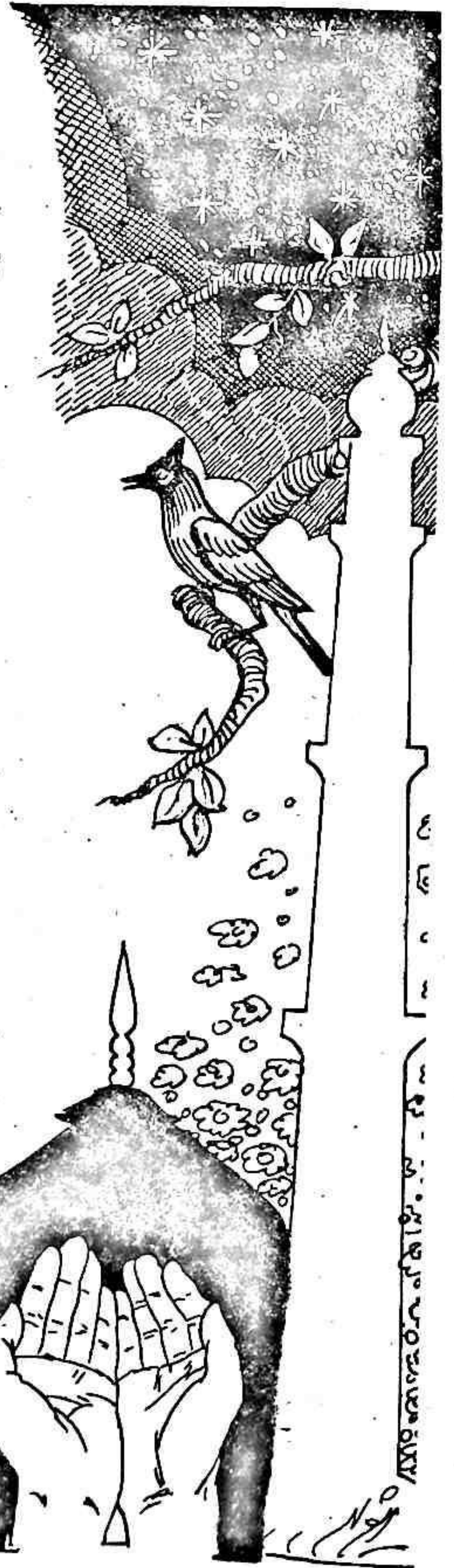
آرزو	خواہش، تمنا
شیریں بیانی	میٹھی بولی
رفعت	بلندی
عطا ہو	دی جائے
منور	روشن
منشا	مقصد

۱- جواب دیجیے:

۱- بچہ کس قسم کی روشنی مانگ رہا ہے؟

۲- بچہ اللہ سے کیسی مہک مانگ رہا ہے؟

۳- حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کون تھے؟

۴- بچے کی سب سے بڑی تمنا کیا ہے؟

۵- تم اللہ سے کس کس بات کی دعا کرتے ہو؟

۲- خالی جگہیں پر کرکے شعر مکمل کیجیے:

(۱) ملا ...... کو جیسا رنگ و بو ہے ‏ ‏ ‏ ‏ مرے .... کو بھی اُس کی آرزو ہے

(۲) عطا بلبل کی ہو ...... بیانی ‏ ‏ ‏ ‏ منور کردے .... زندگانی

(۳) تری ہی ...... پر یارب! چلوں میں ‏ ‏ ‏ ‏ ترے ہی ...... کی خدمت کروں میں

''بانگ درا'' میں اقبالؔ کی ایک نظم ''بچے کی دعا'' ہے۔ اپنے استاد سے معلوم کرکے اُسے بھی اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کرلیجیے۔

فرہنگ

ا

آخری وقت : موت کے قریب کا وقت

آدمی کی سی چال چلو : دوسروں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا برتاؤ کرو

آرزو : خواہش، تمنا

آزمائش : جانچنا، امتحان لینا

آکسیجن : ایک گیس، جو زندگی کے لیے بہت ضروری ہے

آمادہ : تیار

آمدنی ہونا : دام ملنا، پیسے ملنا

اپنے منہ میاں مٹھو بننا : اپنی تعریف آپ کرنا، خود اپنی تعریف کرنا

اٹلی : یورپ کا ایک ملک

اخلاق : چال چلن

اذان : مراد بانگ

اشرفی : سونے کا سکہ

اکرم : بہت مہربانی

التجا : گزارش، فریاد

اَلھڑ پنا : نادانی، اناڑی پن

اُمّ المومنین : مسلمانوں کی ماں پیارے نبی کی پاک بیویوں کو ''امہات المومنین (مسلمانوں کی مائیں) کہا جاتا ہے۔(ام=ماں)

امین : امانت دار

انجام : نتیجہ

انجان : نادان، نا سمجھ، نہ جاننے والا

انداز : ڈھنگ

اہتمام : انتظام، بندوبست

ب
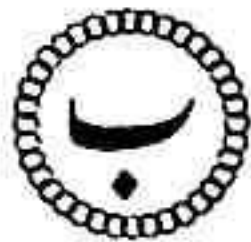
بانگوں : (واحد: بانگ) آواز، مرغ کی آواز

بھانا : پسند آنا

بحکم خدا : خدا کے حکم سے

بڑے بول کا سر نیچا : غرور کرنے والا ذلیل ہوتا ہے

بدمزگی : رنجش، ناراضی

بدنظمی : افراتفری، انتظام کا ٹھیک نہ ہونا

بدوی : عرب کا دیہاتی

بستہ : کتابوں کا تھیلا (بیگ)

بغداد : ایک شہر کا نام

بھلکڑ : بہت زیادہ بھولنے والا

بندرگاہ : سمندر کے کنارے جہازوں کے کھڑے ہونے کی جگہ (بندر: جہاز، گاہ: جگہ)

بنا : بنیاد، وجہ

بہتان : جھوٹا عیب لگانا، تہمت

بنی اسرائیل : یہودیوں کا لقب

بیلا : ایک قسم کا خوشبودار پھول اور اس کا درخت

بے حساب : بہت زیادہ، بے انتہا

پ

پارسا : نیک، اللہ سے ڈرنے والا

پاک باز : نیک

پناہ مانگنا : حفاظت چاہنا

پیٹھ ٹھونکنا : شاباشی دینا

پیشوا : رہ بر، رہ نما

پیغام : خبر

پائے مال کرنا : (پامال کرنا) روندنا، برباد کرنا

ت

تارکول : ڈامر

ترک : ایک قوم جس کے سارے لوگ مسلمان ہیں

تشتری : تھالی، پلیٹ

تقسیم کرنا : بانٹ دینا

تکبر : گھمنڈ، اپنی بڑائی جتانا

تھک کر چور ہونا : بہت تھک جانا

تلخی : کڑواہٹ

تلقین : سمجھانا، نصیحت کرنا

توانائی : طاقت، قوت

توجہ : دھیان

تہہ : نیچے

تیمارداری : بیمار کی دیکھ بھال کرنا

ٹ

ٹمٹمانا : ہلکی ہلکی روشنی دینا

جان پر بن جانا : جان خطرے میں ہونا

جانچ کرنا : پرکھنا، سچائی معلوم کرنا

جان کی امان پانا : جان کے بچ جانے کا یقین حاصل کرنا، معافی چاہنا

جاہل : اَن پڑھ، بے علم

جگ : دنیا

جھگڑا چکا دینا : فیصلہ کر دینا

جلاد : بادشاہ کے حکم سے کوڑے مارنے والا، قتل کرنے والا

جلانا : جان ڈالنا، زندہ کرنا

جمانا : رکھنا، مضبوط کرنا

جوں : جیسے، مانند

جہالت : بے علمی، اجڈ پن

جی چرانا : کسی کام سے بچتے پھرنا

جیلان : ایک شہر کا نام

چ

چاہ : خواہش، محبت

چھاگل : چھوٹی سی مشک

چٹ پٹا : خوب نمک مرچ اور کھٹائی پڑا ہوا مزے دار

چڑھائی کرنا : حملہ کرنا

چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا : بہت شرم آنا، شرم کرنا

چوکنا ہونا : ہوشیار ہونا

چہل قدمی کرنا : سیر کرنا، ٹہلنا

ح

حال کھلنا : حال ظاہر ہونا، پتا چلنا

حاضرین : (واحد: حاضر) جو موجود ہوں

حقیقت : سچائی

حکمت : دانائی

حلال ہوجائے : یعنی اس کا کھالینا جائز ہوجائے

خ

خام : کچا

خزانہ : وہ جگہ جہاں مال جمع ہو

خصلتیں : (واحد: خصلت) عادتیں

خطا معاف : یعنی بھول چوک کی معافی چاہتا ہوں

خلاباز : خلا میں سفر کرنے والا، خلائی جہاز چلانے والا

خواہش مند : چاہنے والا

خودغرض : صرف اپنا بھلا چاہنے والا

خیرخواہ : بھلا چاہنے والا

د

دام دینا : قیمت دینا، پیسے ادا کرنا

دربان : چوکی دار

درخشاں : روشن، چمک دار

دریافت کرنا : پتا چلانا

دستور : رسم، رواج، طریقہ

دفعتاً : اچانک

دل بھر آنا : رنج ہونا، آنکھوں میں آنسو بھر آنا

دل میں اترنا : دل میں سما جانا

دل نشیں ہونا : دل میں بیٹھ جانا۔ دل پر اثر کرنا

دلیل : حجت، ثبوت

دَم دینا : دھوکا دینا، جھانسا دینا

دم قدم سے : وجہ سے، بدولت

دو جہاں : دنیا اور آخرت

دھاریاں : (واحد: دھاری) لکیریں

دھاوا بول دینا : حملہ کردینا

ڈ

ڈنکا بجانا : شہرت دینا، بول بالا کرنا

ڈھب : طریقہ

ذ

ذلیل : بے غیرت، پاجی

ذہین : بہت سمجھ دار

ر
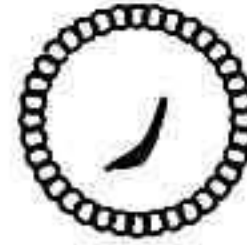
رات کی کالی نگری : یعنی دنیا

راز : بھید، چھپی ہوئی بات

رسول خدا : اللہ کے پیغمبر (حضرت محمدؐ)

رشتہ جوڑنا : تعلق پیدا کرنا

رعب : خوف

رعب جمانا : دھاک بٹھانا

رفعت : بلندی

رُواں رُواں کان بن جانا: بہت غور سے سننا

روح پرواز کرجانا : جان نکل جانا، مرجانا

روشن ضمیر : جس کا دل روشن ہو، اللہ والا

رونق ہیں گلستاں کی : باغ کی خوب صورتی بڑھاتی ہیں

رہا کرنا : آزاد کرنا، چھوڑ دینا

ریفری : پنچ، فیصلہ کرنے والا

زمانہ : وقت (ماضی، حال، مستقبل)

س

سرسبز : ہری بھری

سلطان : بادشاہ

سلوک : برتاؤ

سماں : منظر، رونق

سودا لینا : بازار سے چیزیں خریدنا

ش

شاہی محل : جس عمارت میں بادشاہ رہتا ہے

شرم سے پانی پانی ہونا: بہت شرمندہ ہونا

شکار کیا : پکڑا، دبوچا

شوخیاں : (واحد: شوخی) شرارتیں، چلبلا پن

شہزادہ : بادشاہ کا بیٹا

شے : چیز

شیریں بیانی : میٹھی بولی

ص

صاحب زادیاں : (واحد: صاحب زادی) بیٹیاں

صحابی : پیارے نبیؐ کے پیارے ساتھی

صدقہ کرنا : خیرات کرنا، خدا کے نام پر دے دینا

صرف کرنا : خرچ کرنا

صلِ علیٰ : یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، ان الفاظ سے مراد پیارے نبیؐ پر درود بھیجنا ہے۔

ضرورت مند : غریب، حاجت مند

ط
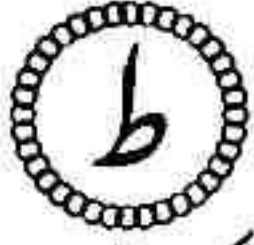
طاہرہ : پاک صاف رہنے والی

طرابلس : ایک شہر کا نام۔ آج کل یہ شہر لیبیا کی راج دھانی ہے اور ''تری پولی'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

طوفان اٹھنا : تیز آندھی چلنا

ظ

ظالم : ظلم کرنے والا، زیادتی کرنے والا

ظلمت : اندھیرا

ع

عالی جاہ : بڑے مرتبے والا، یعنی بادشاہ

عذاب : وبال، مصیبت

عطا ہو : دی جائے

عقل حیران ہونا : حیرت ہونا، تعجب ہونا

عقل ماری جانا : ناسمجھی کی باتیں کرنا

علم : جھنڈا

عیش و عشرت : آرام اور راحت

غ

غم گین : دکھی، اداس

ف

فدا : نچھاور، قربان

فرماں برداری : حکم بجالانا

فصل : پیداوار، پھل آنا

فلاح : کامیابی

فیض : بخشش، مہربانی

ق

قابلِ اعتماد : جس پر بھروسہ کیا جا سکے

قارون : بنی اسرائیل کے ایک کنجوس آدمی کا نام جس کے پاس بہت زیادہ دولت تھی۔

قافلہ : مسافروں کا گروہ

قائم مقام : نائب، جانشیں

قحط : کال، خشک سالی، سوکھا پڑنا

قصور : خطا، گناہ، جرم

قواعد : (واحد: قاعدہ) زبان کے قاعدے، صرف ونحو

ک
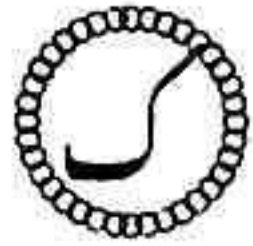
کاشت کاری : کھیتی باڑی

کال کوٹھری : اندھیری کوٹھری

کام آنا : مدد کرنا، سہارا بننا

کام چور : کام کاج سے بچنے والا

کان پر جوں نہ رینگنا : کہانہ ماننا، پروانہ کرنا

کان دھرنا : غور سے سننا

کان نہ دھرنا : غور سے نہ سننا، توجہ نہ دینا

کتابت کرنا : لکھنا

کتب : (واحد: کتاب) کتابیں

کرم : مہربانی

کڑاکے کے : سخت، تیز

کمال : خوبی، قابلیت، ہنر

کم سن : جس کی عمر چھوٹی ہو

کونپلیں : (واحد: کونپل) ننھی منھی نرم پتیاں

کیا خوب : کتنی اچھی

کیمیا بنانا : سونا بنانا

گ

گاد : تل چھٹ، جو چیز تیل کے نیچے بیٹھ جاتی ہے

گفتار : بات، بول چال

گفتگو : بات چیت

گھمسان کی لڑائی : زوردار لڑائی

گوش مالی کرنا : کان مروڑنا، کان اُمیٹھنا

ل

لائن : سطر

لقب : وہ نام جو کسی خاص خوبی کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔

لگائیں : ماریں

لگے ہاتھوں : اسی وقت، ساتھ کے ساتھ

م

مابدولت : یعنی ہم (بادشاہ اپنے آپ کے بارے میں اسی طرح کہتے تھے)

ماجرا : حال

مالا مال : بھری ہوئی

ماہر : کسی کام کو اچھی طرح جاننے والا

مجبور : بے بس، ناچار

محبوب : پیارا

مختصر : چھوٹی

مدّعا : مقصد، غرض

مرجھانا : کمھلانا

مسالے دار	:	مسالا ملا ہوا
مضر	:	نقصان پہنچانے والا
معاملہ طے ہونا	:	بات پکی ہو جانا
معاوضہ	:	عوض، بدلہ، مزدوری
معذور	:	اپاہج، ناچار
معزز	:	عزت دار
مقامات	:	(واحد: مقام) جگہیں
مقولہ	:	قول، بات، کہاوت
ملکہ	:	بادشاہ کی بیوی
منڈلانا	:	چکر لگانا
منشا	:	مقصد
منور	:	روشن
منہ موڑنا	:	توجہ نہ کرنا
مویشی	:	پالتو جانور، چوپائے
مہم	:	مشکل کام، خطرے سے بھرا ہوا کام
میزبان	:	مہمان کی خاطر تواضع کرنے والا۔ مہمان کو کھانا کھلانے والا

ن
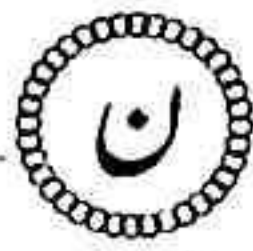
نادانی	:	ناسمجھی
ناشکری	:	شکریہ ادا نہ کرنا۔ احسان نہ ماننا
نامراد	:	ناکام، بدنصیب
نام ور	:	مشہور
ندامت	:	شرمندگی
نرالی	:	انوکھی
نیت	:	ارادہ

و

واقفیت	:	جاننا، معلوم ہونا
والی	:	مالک
وقف کرنا	:	خدا کی راہ میں دے دینا

ہ
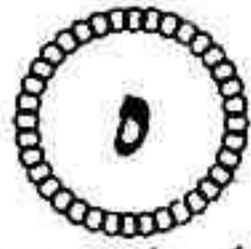
ہاتھ بٹانا	:	کام میں مدد دینا، مل کر کام کرنا
ہامی بھرنا	:	مان لینا، اقرار کر لینا
ہڑبڑا کر	:	گھبرا کر، بوکھلا کر
ہڑبونگ	:	ہنگامہ، شور و غل
ہم راہی	:	سفر کا ساتھی